﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿.....اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿.....عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 18 | جمعۃ المبارک 15/ جولائی 2011ء | 13/شعبان 1432 ہجری قمری ❁ 15/وفا 1390 ہجری شمسی | شمارہ 28

صفائی نصف ایمان ہے

حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
صفائی ایمان کا حصہ ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے۔

(مسلم کتاب الطہارۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں دنیا کے لئے نہ تھیں بلکہ آپؐ کی دعائیں یہ تھیں کہ بُت پرستی دور ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی توحید قائم ہو۔

آپؐ اس وقت رخصت ہوئے جب آپؐ نے لاکھوں انسانوں کو ایک خدا کے حضور جھکا دیا اور توحید پر قائم کر دیا۔ آپؐ کی قوت قدسی کی تاثیر کا مقابلہ کسی نبی کی قوت قدسی نہیں کرسکتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کی قوت قدسی کے کمالات کا یہ بھی ایک اثر اور نمونہ ہے کہ وہ کمالات ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بہ تازہ نظر آتے ہیں اور کبھی وہ قصہ یا کہانی کا رنگ اختیار نہیں کرتے۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں دنیا کے لئے نہ تھیں بلکہ آپ کی دُعائیں یہ تھیں کہ بت پرستی دُور ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کی توحید قائم ہو اور یہ انقلابِ عظیم مَیں دیکھ لوں کہ جہاں ہزاروں بُت پوجے جاتے ہیں وہاں ایک خدا کی پرستش ہو۔ پھر تم خود ہی سوچو اور مکہ کے اس انقلاب کو دیکھو کہ جہاں بت پرستی کا اس قدر چرچا تھا کہ ہر ایک گھر میں بُت رکھا ہوا تھا۔ آپ کی زندگی ہی میں سارا مکہ مسلمان ہو گیا اور ان بتوں کے پجاریوں ہی نے ان کو توڑا اور ان کی مذمت کی۔ یہ حیرت انگیز کامیابی، یہ عظیم الشان انقلاب کسی نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتا جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا۔ یہ کامیابی آپ کی اعلیٰ درجہ کی قوتِ قدسی اور اللہ تعالیٰ سے شدید تعلقات کا نتیجہ تھا۔

ایک وقت وہ تھا کہ آپ ملّہ کی گلیوں میں تنہا پھرا کرتے تھے اور کوئی آپ کی بات نہ سنتا تھا۔ پھر ایک وقت وہ تھا جب آپ کے انقطاع کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یاد دلایا اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا (النصر:2،3) آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ جب یہ آیت اُتری تو آپؐ نے فرمایا کہ اس سے وفات کی بُو آتی ہے کیونکہ وہ کام جو مَیں چاہتا تھا وہ تو ہو گیا ہے اور اصل قاعدہ یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اسی وقت تک دنیا میں رہتے ہیں جب تک وہ کام جس کے لئے وہ بھیجے جاتے ہیں نہ ہولے۔ جب وہ کام ہو چکتا ہے تو اُن کی رحلت کا زمانہ آجاتا ہے جیسے بندوبست والوں کا جب کام ختم ہو جاتا ہے تو وہ اس ضلع سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح پر جب آیت شریفہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ:4) نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جس پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے اس آیت کو سن کر رونے لگے۔ صحابہؓ میں سے ایک نے کہا کہ اے بڈھے! تجھے کس چیز نے رُلایا۔ آج تو مومنوں کے لئے بڑی خوشی کا دن ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نہیں جانتا اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بُو آتی ہے۔

دنیا میں اسی طرح پر قاعدہ ہے کہ جب مثلاً محکمہ بندوبست ایک جگہ کام کرتا ہے اور وہ کام ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ عملہ وہاں نہیں رہتا ہے۔ اسی طرح انبیاء و رُسل علیہم السلام دنیا میں آتے ہیں۔ اُن کے آنے کی ایک غرض ہوتی ہے اور جب وہ پوری ہو جاتی ہے پھر وہ رخصت ہو جاتے ہیں، لیکن مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دیکھتا ہوں تو آپ سے بڑھ کر کوئی خوش قسمت اور قابلِ فخر ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو کامیابی آپ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو نہیں ملی۔

آپ ایسے زمانہ میں آئے کہ دنیا کی حالت مسخ ہو چکی تھی اور وہ مجذوم کی طرح بگڑی ہوئی تھی اور آپ اس وقت رخصت ہوئے جب آپ نے لاکھوں انسانوں کو ایک خدا کے حضور جھکا دیا اور توحید پر قائم کر دیا۔ آپ کی قوتِ قدسی کی تاثیر کا مقابلہ کسی نبی کی قوتِ قدسی نہیں کرسکتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی حالت میں منقطع ہوئے کہ وہ حواری جو بڑی محنت سے تیار کئے تھے جن کو رات دن ان کی صحبت میں رہنے کا موقعہ ملتا تھا وہ بھی پورے طور پر مخلص اور وفادار ثابت نہ ہوئے اور خود حضرت مسیحؑ کو اُن کے ایمان اور اخلاص پر شک ہی رہا یہاں تک کہ وہ آخری وقت جو مصیبت اور مشکلات کا وقت تھا وہ حواری ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ایک نے گرفتار کرا دیا اور دوسرے نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ لعنت کی۔ اس سے بڑھ کر ناکامی اور کیا ہوگی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی بھی راستہ ہی میں فوت ہو گئے اور وہ ارضِ مقدس کی کامیابی نہ دیکھ سکے اور ان کے بعد ان کا خلیفہ اور جانشین اس کا فاتح ہوا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی قابلِ فخر کامیابی کا نمونہ ہے اور وہ کامیابی ایسی عظیم الشان ہے جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔ آپ جس بات کو چاہتے تھے جب تک اس کو پورا نہ کر لیا آپ رخصت نہیں ہوئے۔ آپ کی رُوحانیت کا تعلق سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے تھا اور آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ کون اس سے ناواقف ہے کہ اس سرزمین میں جو بتوں سے بھری ہوئی تھی۔ ہمیشہ کے لئے بُت پرستی دُور ہو کر ایک خدا کی پرستش قائم ہو گئی۔ آپ کی نبوت کے سارے ہی پہلو اس قدر روشن ہیں کہ کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔

آپ ایک خطرناک تاریکی کے وقت دنیا میں آئے۔ اور اس وقت گئے جب اس تاریکی سے دنیا کو روشن کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کی قدسی قوت کے کمالات کا یہ بھی ایک اثر اور نمونہ ہے کہ وہ کمالات ہر زمانہ میں اور ہر وقت تازہ بہ تازہ نظر آتے ہیں اور کبھی وہ قصّہ یا کہانی کا رنگ اختیار نہیں کر سکتے“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 524 تا 526 ایڈیشن 2003ء)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

ایک احمدی عورت، ایک احمدی لڑکی جو مستقبل کی احمدی نسل کی ذمہ دار ہے اس کا کام ہے کہ ہر نیکی کی بات کو سن کر اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کی کوشش کرے اور اس کے لئے سب سے اہم نسخہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے اس کے آگے جھکنا اس کی عبادت کرنا اس سے دعائیں مانگنا ہے۔

عبادت کے جو طریق خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اُن میں سب سے اہم نماز ہے۔

عورت کو اپنے خاوند کے گھر کا نگران بنایا گیا ہے، بچوں اور بچیوں کی تربیت کرنا اس لحاظ سے ماں کا فرض ہے۔

ماؤں نے لڑکوں کی تربیت بھی کرنی ہے۔ انہیں بھی اچھے اور بُرے کی پہچان سکھانی ہے۔
بعض بچے غلط قسم کی صحبت میں جا کر برباد ہو رہے ہیں اور ماں باپ ان کی حرکتوں پر پردہ ڈالتے ہیں۔

ہر گھر میں قرآن کریم کے پڑھنے کو رواج دینا اور اس کا مطلب سمجھنا، ترجمہ پڑھنا اور پھر اس پر عمل کرنا جس سے حقیقی تعلیم اور تربیت کا مقصد پورا ہو سکے یہ ضروری ہے۔

جلسہ سالانہ کینیڈا 2008ء کے موقع پر 28 /جون 2008ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (سورۃ التوبہ:112)

توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، خدا کی راہ میں سفر کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے سب سچے مومن ہیں اور تُو مومنوں کو بشارت دیدے۔

یہ ہے اِس آیت کا ترجمہ جو مَیں نے تلاوت کی ہے۔ آج دو سال کے بعد پھر مجھے آپ سے براہ راست مخاطب ہونے کا موقعہ مل رہا ہے۔ مَیں نے امریکہ کے جلسہ میں بھی یہ بات خواتین کے خطاب میں کہی تھی کہ عورتوں کی اہمیت کے پیش نظر باوجود اس کے کہ مردوں سے اب آواز اور ٹی وی پر تصویر کے ذریعہ خواتین کو آسانی سے مخاطب کیا جا سکتا ہے، ایک علیحدہ تقریر یہاں رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی خواتین کی اہمیت کے پیش نظر، عورتوں کی اہمیت کے پیش نظر خلیفۂ وقت کی ایک علیحدہ تقریر خواتین میں رکھی جاتی ہے۔ لیکن اس علیحدہ تقریر کا فائدہ تبھی ہو گا یا ہو سکے گا جب آپ میں سے اکثریت اس سے فائدہ اٹھانے والی ہو۔ اور فائدہ اٹھانا کیا ہے؟ ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی وقتی فائدے اور جوش سے اگر آپ متأثر ہو گئی ہیں تو یہ کوئی چیز نہیں۔ عارضی طور پر آپ کی طبیعتوں میں بعض فقرات نے یا بعض باتوں نے جذباتی کیفیت پیدا کر دی ہے تو یہ کوئی چیز نہیں۔ اس کا فائدہ تبھی ہے جب آپ یہ مصمّم ارادہ کر لیں، پکا ارادہ کر لیں اور اپنے آپ سے یہ عہد کر لیں کہ ہم نے اپنی زندگی کو اس نہج پر چلانے کی کوشش کرنی ہے جس پر اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چلانا چاہتے ہیں۔ اور جس کی طرف آج ہمیں خلافت کی وجہ سے رہنمائی ملتی رہتی ہے۔ اس رہنمائی کو اپنی زندگی پر لاگو کرنا ہے، اپنے بچوں کے دماغوں میں بٹھانا ہے ورنہ نہ ہی یہ تقریر فائدہ دے سکتی ہے اور نہ ہی کبھی تقریروں یا خطبات نے فائدہ دیا ہے۔ ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایک کوشش کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ سے کوشش کے ساتھ مدد مانگنے کی ضرورت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گا تو نصائح کا اثر ہوتا ہے۔

پس سب سے پہلی بات اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہو کر اس کے فضلوں کی تلاش ہے۔ ورنہ اب ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا میں کسی بھی جگہ کئے گئے خطابات بھی اور خطبات بھی آپ تک پہنچ جاتے ہیں۔ کینیڈا سے بھی میں سینکڑوں خط وصول کرتا ہوں جن میں ذکر ہوتا ہے کہ فلاں جلسے کی کارروائی سنی اور فلاں خطبہ سنا یا فلاں پروگرام دیکھا تو دل پر اس کا بڑا اثر ہوا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر کہ خلیفۂ وقت کی باتیں دلوں پر اثر کرتی ہیں، لوگ سنتے ہیں اور سننا چاہتے ہیں اور نیک طبائع پر ان کا اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر تو نہ ہی سادہ الفاظ میں کہی گئی باتیں اثر کرتی ہیں، نہ ہی علمی رنگ میں کہی گئی باتیں اثر کرتی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اے نبی تیری خواہش دنیا کو ہدایت نہیں دے سکتی بلکہ میں جسے چاہتا ہوں ہدایت دیتا ہوں۔ پس اس کے بعد تو کسی قسم کی گنجائش نہیں رہتی کہ کسی بھی ہدایت کی بات یا نیک بات کا اثر کسی کہنے والے کی لیاقت پر موقوف ہو۔ یا کسی سننے والے کی قابلیت پر منحصر ہو۔ ایک نیکی کی بات جو بڑے بڑے قابل اور بظاہر علم رکھنے والوں کو سمجھ نہیں آتی لیکن وہی بات ایسے کم علم کو سمجھ آجاتی ہے جو خدا کا حقیقی خوف رکھنے والا ہو اور ہر لمحہ اس کا فضل مانگنے والا ہو۔

پس ایک احمدی عورت، ایک احمدی لڑکی جو مستقبل کی احمدی نسل کی ذمہ دار ہے اس کا کام ہے کہ ہر نیکی کی بات کو سن کر اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے فضل کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس کے لئے سب سے اہم نسخہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے اس کے آگے جھکنا اس کی عبادت کرنا اس سے دعائیں مانگنا ہے۔ پس ان دنوں میں، جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور جمعہ میں بھی اس طرف توجہ دلائی تھی عبادت کی طرف کہ، عبادت پر زور دیں اور دعاؤں پر زور دیں۔ یہ دو دن بھی جو بقایا رہ گئے ہیں بلکہ ڈیڑھ دن اس طرف توجہ دیں۔ بجائے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے دعاؤں پر زور دیں۔ جس نیکی کی بات کو سنیں اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ میرے علاوہ بھی یہاں بہت ساری تقریریں ہوئی ہیں اور ہوں گی۔ ان میں سے کئی علمی نکات مل جاتے ہیں کئی تربیتی باتیں مل جاتی ہیں ان کو سمجھیں اور پھر اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کریں۔ یہ وہ حقیقی ہتھیار ہے، اگر آپ اس بات کو اختیار کر لیں اور سمجھ جائیں، جو آپ کے اندر وہ حقیقی انقلاب لانے کا ذریعہ بنے گا جس کے لئے عورتوں کا علیحدہ جلسہ بھی کیا جاتا ہے اور خاص طور پر اس جلسہ میں خلیفۂ وقت کی تقریر کے پروگرام کو بھی رکھا جاتا ہے۔

جو آیت مَیں نے تلاوت کی ہے بظاہر مضمون کے لحاظ سے تسلسل چل رہا ہے یہ مردوں سے مخاطب ہے لیکن اس آیت کا مضمون ایسا ہے جو عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ بعض مضامین میں مومنین کے لفظ کے ساتھ دونوں کو مخاطب کر دیتا ہے۔ تو اس میں مومنوں کی بعض خصوصیات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ فرمایا کہ پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ توبہ کرنے والے ہوں یا توبہ کرنے والی ہوں جب آپ کے حوالے سے بات کی جائے گی۔ یہ حکم صرف مردوں کے لئے نہیں ہے کہ وہ توبہ کریں عورتوں کے لئے بھی اُسی طرح حکم ہے توبہ کرنے کا۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ توبہ کرنے والوں کے لئے بشارت ہے۔

توبہ کیا ہے اور کس قسم کی توبہ ہونی چاہئے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”توبہ کے یہ معنی ہیں کہ انسان ایک بدی کو اس اقرار کے ساتھ چھوڑ دے کہ بعد اس کے اگر وہ آگ میں بھی ڈالا جائے تب بھی وہ بدی ہرگز نہیں کرے گا“۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 190)

اس میں چھوٹی برائیاں بھی ہیں بڑی برائیاں بھی ہیں۔ بعض بدعات بھی ہیں جو عورتوں میں رسم و رواج پا جاتی ہیں۔ تو جو بھی دین سے دُور لے جانے والی ہو یا دین کی تعلیم کے خلاف ہو وہ بدی ہے اور اس کا چھوڑنا ہر ایک پر فرض ہے۔ پس یہ معیار ہے توبہ کا کہ ایک مصمّم اور پکا ارادہ کرے کہ برائیوں اور تمام ایسی باتوں کی طرف ہم نے مائل نہیں ہونا جن کے نہ کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ جب یہ سوچ ایک مومن کی ہو جاتی ہے ایک مومنہ عورت کی ہو جاتی ہے تو پھر اس کے لئے حکم ہے کہ کیونکہ توبہ پر قائم رہنا بھی خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے اس لئے اس کے فضل کو جذب کرنے کے لئے پھر عبادت کی ضرورت ہے اور جو اس کی عبادت کرنے والے ہوں گے، جو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے عبادت گزاروں کو بشارت دیتا ہے کہ وہ سچے مومن ہیں اور سچی مومنات ہیں۔

اور عبادت کے جو طریق خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں اُن میں سب سے اہم نماز ہے۔ اگر عورتوں میں نماز کی عادت ہو تو عموماً بچوں میں نماز کی عادت ہوتی ہے اور بچے نمازی نکلتے ہیں۔ گویا ایسی عورتیں اور ایسی مائیں بچوں کو پروان چڑھا رہی ہوتی ہیں جو اپنے مقصدِ پیدائش کو سمجھنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کا اس دنیا میں آنے کا سب سے بڑا مقصد یہ بیان فرمایا ہے جیسا کہ مَیں نے کل خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ وہ عبادت

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر153

مکرمہ سناء الفاسی الحسنی صاحبہ

تعارف اور خاندانی پس منظر

میرا تعلق دار البیضاء مراکش سے ہے۔میرے والد صاحب حسینی النسب ہیں اور اسی مناسبت سے ان کے آباء واجداد ''الحسونی'' لقب سے مشہور ہیں۔میرے دادا جان کا ''الزاویۃ الحسونیۃ'' کے نام سے ایک دینی مدرسہ بھی تھا جس میں وہ دینی تعلیم کے علاوہ بچوں کو قرآن کریم بھی حفظ کروایا کرتے تھے۔مَیں نے ان کو دیکھا ہے اور ان کی شخصیت اور نورانی چہرے سے بہت متأثر تھی۔میری والدہ صاحبہ حسنی النسب ہیں اور ان کا خاندانی نام الحسنی ہے۔یوں ماں باپ دونوں کی طرف سے میرا خاندانی نسب بفضلہٖ تعالیٰ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس خاندان سے ملتا ہے۔اس لحاظ سے میرے دل میں کبھی کبھی یہ خواہش بہت جوش مارتی تھی کہ کاش میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت طیبہ اور نسل مبارک کے زمانہ میں ہوتی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی برکات سے مستفیض ہوتی۔

احمدیت سے پہلا تعارف

1996ء کی بات ہے کہ ایک دن مختلف ٹی وی چینلز دیکھتے ہوئے ہاٹ برڈ پر ایم ٹی اے دیکھا اس وقت اُردو میں بات ہو رہی تھی اس لئے مجھے کچھ سمجھ نہ آیا۔دوسری بار جب مَیں نے ایم ٹی اے دیکھا تو اس پر حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کچھ فرما رہے تھے۔مجھے ان کے چہرہ پر صدق وصفا اور طہارت و پاکیزگی کے ساتھ ساتھ خدائی نور چمکتا ہوا دکھائی دیا۔مجھے اس وقت نہ جماعت کا علم تھا نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا، پھر بھی حضور انور رحمہ اللہ کا چہرہ مبارک دیکھ کر میرے دل نے کہا کہ یہ شخص سچا ہے۔حضور کی شکل وشباہت دیکھ کر مجھے میرے دادا جان یاد آ گئے جو ''الزاویۃ الحسونیۃ'' کے نام سے ایک دینی مدرسہ چلایا کرتے تھے اور نہایت نیک صالح اور باصفا انسان تھے۔ابھی تک مجھے احمدیت کے بارہ میں کچھ علم نہ تھا۔میں اس وقت ایک سکول ٹیچر کے طور پر کام کرتی تھی۔گرمیوں کی چھٹیاں مَیں نے سپین کے علاقہ غرناطہ میں گزارنے کا فیصلہ کیا جہاں میرے دو بھائی مقیم تھے اور چھوٹا موٹا کاروبار کرتے تھے۔مکرم مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب مرحوم اسی علاقے میں رہتے تھے اور میرے چھوٹے بھائی قاسم کی دکان پر آتے جاتے اور انہیں احمدیت کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔

(وضاحت کے لئے عرض ہے کہ مرحوم ومغفور مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر 1996ء میں پرتگال سے واپسی کے بعد چند ماہ کے لئے غرناطہ میں رہے تھے جہاں مکرمہ سناء صاحبہ کی ان سے ملاقات ہوئی۔اور اس کے تقریبًا دو ماہ بعد ہی مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کی وفات ہوگئی۔ندیم)

مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کا طریق تبلیغ

جب مَیں غرناطہ پہنچی تو مکرم مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب نے ہمیں اپنے گھر بلایا مَیں اپنے والدین اور بھائی کے ہمراہ ان کے گھر پہنچی تو مولانا صاحب کو دروازے پر منتظر پایا۔انہوں نے ہمارا پرتپاک استقبال فرمایا اور خوب آؤ بھگت کی۔مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کی سادہ طبیعت، عاجزی وانکساری، اور نیکی سے نیز بیماری کے باوجود ان کے غیر معمولی جوشِ تبلیغ میں بہت متاثر ہوئی۔مولانا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بات شروع کی اور آپ کے خادم صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بارہ میں وضاحت فرمائی کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل اور عکس ہیں اور آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ نہیں ہیں بلکہ آپؐکے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپؐ کا ہی علم بلند کر کے جماعت احمدیہ کی شکل میں سفینۂ نجات تشکیل دی ہے اور ہمیں اس میں سوار ہونے کے لئے بلا رہے ہیں۔مجھے یاد ہے کہ اس مفہوم کو زیادہ آسان زبان میں بیان کرنے کے لئے وہ ایک آئینہ بھی لے آئے اور اصل اور ظلّ یا عکس کا فرق ہمیں سمجھایا۔مولانا صاحب سپینش اور انگلش میں بات کرتے تھے اور میں اپنے والدین کو ترجمہ کر کے بتاتی تھی۔میرے والدین بار بار یہی کہتے تھے کہ ہم اہل سنت جماعت سے ہیں اور ہمارا تعلق آل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔جبکہ مولانا صاحب یہی سمجھاتے رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی تعلیم اور اقدار کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمائیں۔مولانا صاحب کی باتیں سن کر میری حالت عجیب تھی آنسو رکنے کا نام نہ لیتے تھے اور میرے دل میں بڑی قوت کے ساتھ یہ احساس جاگزیں ہو گیا تھا کہ اگر میں نے اس جماعت میں شمولیت اختیار نہ کی تو پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔کیونکہ اس مبعوث سماوی پر ایمان لانے کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے۔اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے نسب ملنے کا کوئی معنی نہیں اگر میں نے آپ کی وصیت پر ہی عمل نہ کیا۔

دعا اور رؤیا کے ذریعہ راہنمائی

مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کے گھر سے واپسی پر مَیں عربی، فرنچ اور سپینش زبان میں جماعت کی بعض کتب لے آئی۔نماز عشاء پڑھنے کے بعد میں نے ان کتب کا مطالعہ شروع کیا جو فجر سے ایک گھنٹہ پہلے تک جاری رہا جس کے بعد مَیں نے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور خدا تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ اگر تیرے نزدیک یہ امر یعنی احمدیت میرے دین ودنیا اور آخرت کے لئے اچھی ہے تو پھر میرے دل میں اسکی محبت ڈال دے اور اگر تیرے نزدیک یہ میرے دین ودنیا اور آخرت کے لئے بہتر نہیں ہے تو مجھے اس سے اور اسے مجھ سے دور کر دے۔اس کے بعد مَیں نے فجر کی نماز ادا کی اور پھر جو سوئی تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے کہتا ہے کہ تمہارا احمدیت کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ مَیں جواب دیتی ہوں کہ مجھے تو بہت اچھی لگی ہے۔اس پر وہ کہتا ہے کہ تمہارا دل جو کہتا ہے وہی کرو۔اس کے بعد مجھے اطمئنان نصیب ہو گیا اور مَیں نے بیعت کر لی۔مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کے ذریعہ بیعت کرنے والی مَیں آخری فرد تھی کیونکہ اس کے بعد ان کی وفات ہوگئی۔

مسجد بشارت کی زیارت

مولانا مرحوم کی وفات پر ہم مسجد بشارت کی زیارت کے لئے بھی گئے اور یوں مولانا مرحوم کی خواہش بھی پوری ہوگئی کیونکہ وہ ہمیں مسجد بشارت دیکھنے اور احمدیوں سے ملنے کا کہا کرتے تھے۔وہاں پر میرے والدین نے جب افراد جماعت احمدیہ کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے کافی شکوک وشبہات دور ہوئے لیکن اس کے باوجود وہ یہی خیال کرتے رہے کہ جماعت کے شاید کوئی سیاسی اہداف ہیں یا یہ کہ احمدیت کی تبلیغ کا اثر عیسائیوں پر زیادہ ہو سکتا ہے کیونکہ احمدیت کا بھی عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک خاص تعلق دکھائی دیتا ہے۔بہرحال میرا جماعت احمدیہ کی طرف میلان دیکھتے ہوئے انہوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ اپنے ملک واپس جا کر کہیں مجھے کوئی مشکلات نہ درپیش ہو جائیں۔

تسلی بخش تحقیق

مَیں نے ابتداء میں باوجود بیعت کر لینے کے اس امر کو اپنے والدین سے بھی مخفی رکھا اور اس عرصہ میں جماعتی عقائد اور دلائل کا مطالعہ کرتی رہی۔دو امور کا بطور خاص ذکر کرنا چاہوں گی جن کے بارہ میں میری تحقیق نے میرے ایمان اور یقین کو مزید راسخ کر دیا۔

1۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں مَیں نے قبل ازیں دو آراء پڑھی ہوئی تھیں۔ایک مروجہ رائے تھی جو مَیں نے اپنے نانا جان اور والد صاحب سے سنی ہوئی تھی۔میرے نانا جان قدور الحسنی صاحب اپنے زمانے کے اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان تھے دینی علوم میں دسترس رکھنے کی وجہ سے انہوں نے فرانس، بلجیئم، ہالینڈ اور سعودیہ وغیرہ میں سینکڑوں طلباء کو پڑھایا۔نیز مختلف دینی موضوعات کے علاوہ تاریخ عرب وغیرہ پر متعدد کتب بھی لکھیں۔میرے نانا جان نے بتایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ایک شخص کو یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر لٹکا کر مار دیا جبکہ اصل مسیح کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا تا کہ وہ آخری زمانہ میں نازل ہو کر مسلمانوں کی راہنمائی کر سکیں۔

دوسری رائے مَیں نے بعد میں احمد دیدات کی پڑھی تھی جنہوں نے لکھا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی صلیب پر لٹکائے گئے حتی کہ جب آپ بے ہوش ہوئے تو یہودیوں نے سمجھا کہ آپ کی وفات ہوگئی ہے ایسی حالت میں آپ کے حواری آپ کو صلیب سے اتار کر لے آئے اور مرہم پٹی کرتے رہے یہاں تک کہ آپ شفایاب ہو کر اس علاقے سے رخصت ہو گئے۔

یہ بات قرین قیاس تھی لیکن یہ تشنگی باقی تھی کہ آخر مسیح علیہ السلام نجات کے بعد کہاں گئے اور انہوں نے کیا کیا اور کتنا عرصہ زندہ رہے؟

بہر حال جب مَیں نے اس بارہ میں جماعت کی رائے پڑھی تو تمام کڑیاں ملتی چلی گئیں۔مسیح کی ہجرت کا بھی پتہ چل گیا اور بعد کی زندگی کے بارہ میں بھی معلومات مل گئیں یوں جب تمام جزئیات مکمل ہو گئیں تو آسمان پر چلے جانے کی کہانی بالبداہت باطل ہوگئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ حقیقت کو قبول کرنا نہایت آسان ہو گیا۔

{وفات مسیح علیہ السلام کے معاملہ میں غیر از جماعت مسلمان حضرات عجیب مخمصے میں پھنس چکے ہیں۔وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ کے غلط معانی شاید کسی زمانے میں بعض عقول کے لئے قابل قبول تھے آج منصف مزاج اس عقیدہ کو بشدت ردّ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس طرح کی حیلہ بازیوں سے پاک ہے۔اس کے علاوہ یہ عقیدہ نصاریٰ کے حق میں جاتا ہے اور نصاریٰ کے اسلام پر حملوں کے ردّ میں مسلمانوں کو اس بارہ میں اپنی رائے کو بدلنا پڑا ہے۔دوسری طرف بعض غیر از جماعت اب اس بات کے بھی قائل ہو گئے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے او روا پس نہیں آئیں گے۔بلکہ بعض معاندین جماعت بھی اس عقیدہ کے قائل ہو گئے ہیں۔لیکن یہاں پہنچ کر رک جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ حقیقت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے نیز ان کے نزدیک یہ بھی حقیقت ہے کہ اب کسی نے بھی نہیں آنا۔اور یہ موقف بھی انہیں مجبورًا اختیار کرنا پڑتا ہے کیونکہ اگر اس کے باوجود کسی کے آنے کا یقین رکھیں تو انہیں ہر حال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا پڑتا ہے کیونکہ حدیثوں میں مذکور آمد مسیح کا زمانہ گزرتا جا رہا ہے لیکن آپؑ کے علاوہ میدان میں کوئی دعویدار نہیں ہے۔

نمونہ کے طور پر مندرجہ ذیل عربی ویب سائیٹ ملاحظہ ہو جس پر بتفصیل وفات مسیح کے بارہ میں بحث کی گئی ہے اور فورم کے شرکاء کے سوالوں کے جواب ویسے ہی دلائل کے ساتھ دیئے گئے ہیں جیسے جماعت احمدیہ کے پیش کرتی ہے، جبکہ یہ ویب سائٹ غیر احمدیوں کی ہے۔ویب سائٹ کا لنک یہ ہے:

http://www.bennoursalah.com/vb1/showthread.php?t=61

ان امور کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قول: ''وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے'' کے عالمی سطح پر پورا ہونے کے دن قریب سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ندیم}

2۔ اس کے بعد مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل میں ایک بڑی دلیل کسوف وخسوف کا بھی مطالعہ کیا جو رمضان کے مہینے میں واقع ہوا تھا۔لہذا مَیں نے ''القروبین'' کے علاقہ میں فلکیات کے بارہ میں انسٹیٹیوٹ سے رابطہ کر کے اس بارہ میں معلومات حاصل کیں تو مجھے پتہ چلا کہ واقعۃً انہی تواریخ میں رمضان کے مہینے میں یہ واقعہ ہوا تھا۔اس تحقیق نے میرے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو راسخ کر دیا۔فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

مراکش لوٹنے کے بعد بھی مَیں مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کی فیملی سے رابطہ میں رہی بلکہ ان کی بیٹی طاہرہ مراکش میں تشریف لائیں، نیز مراکش کے کئی احمدیوں سے رابطہ ہو گیا جو بفضلہٖ تعالیٰ آج تک جاری ہے۔

خواہش کی تکمیل

مَیں نے ذکر کیا ہے کہ میری یہ خواہش تھی کہ جیسے میرا نسب خاندان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے کاش مَیں اس زمانہ بھی پیدا ہوئی ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور آپ کی ذریت طیبہ کا زمانہ پایا ہوتا۔قبولِ احمدیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری یہ خواہش یوں پوری کر دی کہ مجھے خلفاء کا زمانہ مل گیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی ذریت کا عہد ہے، اس بات پر مَیں جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔

(باقی آئندہ)

معروف ہیئت دان

ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب کی یاد میں

(زکریا ورک۔ کینیڈا)

ہندوستان کے نامور ماہر فلکیات ڈاکٹر صالح الہ دین اسی سال کی عمر میں 20 مارچ 2011ء کو امرتسر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ڈاکٹر صاحب سے میری تحریری شناسائی 1994ء سے تھی جب مَیں نے ان کے ہفت روزہ بدر، نومبر 2000ء میں شائع شدہ اردو مضمون ''قرآن کریم اور جدید سائنسی دریافتیں'' کا انگلش ترجمہ حیدر آباد بھجوایا تھا۔ مگر ڈاکٹر صاحب سے بالمشافہ ملاقات 1999ء میں ہوئی تھی جب وہ کنگسٹن میرے یہاں تشریف لائے تھے۔ مَیں نے ان کو مقامی کوئینز یونیورسٹی کی سیر کروائی جہاں ایک رصد گاہ موجود ہے۔ ہم نے باہمی دلچسپی کے موضوع اسلام اور سائنس پر کافی حد تک تبادلہ خیال کیا۔ اگلے بارہ سال ہم خط وکتابت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو طبع زاد مضامین، کتابیں اور رسائل بھجواتے رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے جو اپنے تحریر کردہ مضامین مجھے بھجوائے وہ درج ذیل ہیں: اسلام اور سائنس، تقریر جلسہ سالانہ قادیان دسمبر 1995ء۔ کتابچہ صداقت حضرت امام مہدی علیہ السلام، از روئے نشانات سورج گرہن وچاند گرہن، حیدر آباد 2003ء۔

(1)Scientific Heritage of India, (2)Scientific Outlook of the Holy Quran, (3)Current Science, May 1946 (article on Fazle Omar Research Institute), (4)My Life as an Astronomer, (5)Impact of astronomy on the development of scientific thought, (6)The Motion of the Moon and the Islamic Calendar, (7)Views of Scientists on xistance of God.

آپ سے آخری یادگار اور دلگداز ملاقات فروری 2009ء میں قادیان میں نماز عصر کے بعد مسجد مبارک میں ہوئی۔ آپ مجھے یک لخت دیکھ کر خوشی سے بغلگیر ہوگئے اور فرمایا فوراً چائے کیلئے میرے یہاں پہنچ جائیں۔ محلّہ احمدیہ میں واقع وسیع مکان بیت الاحسان میں تین گھنٹے میں آپ کی معیت میں رہا اور اپنے جسم وجاں کو آپ کی دماغی برقی لہروں (brain-waves) سے جلا دیتا رہا۔ برادرانہ شفقت سے آپ نے مجھے اپنے کچھ تازہ مضامین مرحمت فرمائے اور میں نے اپنی تصنیف سوانح ابو ریحان البیرونی پیش کی۔ گفتگو کے دوران آپ نے پیشگوئی خسوف وکسوف پر کئے گئے اعتراضات اور ان کے دندان شکن جواب کا بھی ذکر کیا۔ اگلے روز جامعہ احمدیہ قادیان میں ہیئت کے عالمی سال کی نسبت سے آپ نے تقریر کرنا تھی۔ مجھے کہا کہ میں بھی آپ کے خطاب کے بعد طلباء جامعہ سے اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ آپ کی تقریر کی خاص بات یہ تھی کہ آپ ہیئت میں ہونے والے تمام جدید تحقیقی کام سے آگاہ تھے۔ تقاریر کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ چلا جو طالب علموں نے بہت ہی پسند کیا۔

جامعہ میں میٹنگ کے بعد مَیں نے ان سے ذکر کیا کہ معروف مستشرق ڈاکٹر منٹگمری واٹ نے اپنی ایک کتاب کے تعارف میں لکھا تھا کہ میرا اسلام سے تعارف ایک احمدی طالب علم کے ذریعہ ہوا تھا جو ہوسٹل میں میرے ساتھ رہتا تھا۔ وہ طالب علم آپ کے والد محترم علی محمد صالح دین تھے۔ یہ جان کر بہت خوش ہوئے اور مجھے کہا کہ مَیں اس کا دستاویزی ثبوت مہیا کروں۔ چنانچہ کینیڈا واپس آکر مَیں نے یہ ثبوت آپ کو ارسال کر دیا تھا۔ اس موضوع پر برادرم ڈاکٹر اسحٰق خلیل کا مضمون بھی بدر قادیان میں شائع ہوُا تھا۔

آپ کا انگلش میں لکھا ہوا آخری خط جو میرے نام آیا وہ 8 جولائی 2010ء کا تحریر کردہ ہے۔ اس میں آپ نے فرمایا:"حال ہی میں مَیں نے آپ کی کتاب مسلمانوں کے سائنسی کارنامے مطالعہ کی۔ مَیں ان کے عظیم کارنامے ریکارڈ کرنے پر تہنیت پیش کرتا ہوں۔ آپ نے مسلمان سائنسدانوں کے کارناموں کا ذکر سائنس کی تمام شاخوں میں کیا ہے۔ مجھے امید ہے اور مَیں دعا گو ہوں کہ آپ کی کتاب مسلمانوں کو انسپائر کرے گی کہ وہ سائنس کا مطالعہ کریں اور اس میں سبقت لے جائیں"۔

بے نظیر شخصیت

آپ کریم النفس اور منکسر المزاج تھے۔ سادگی اور شرافت نے ان کے گرد ہالہ بنا رکھا تھا۔ علم کے شائق اور عالی حوصلہ تھے۔ خلیق، وضع دار، حد درجہ مہمان نواز، عبادت گزار اور وسیع المطالعہ انسان تھے۔ خدانے زبردست حافظہ سے نوازا تھا جس کا صحیح استعمال کرتے ہوئے قرآن مجید حفظ کیا۔ اکثر اوقات قرآن مجید زیر لب تلاوت فرماتے رہتے۔ ذہانت وفطانت کشادہ پیشانی سے ٹپکتی تھی۔ ناپ تول کر بات کرتے، استدلال کا طریقہ دل موہ لینے والا ہوتا تھا۔ مزاج میں شرافت، کردار میں نجابت تھی۔ خوش وضع، خوش پوشاک، خوش میزبان، انمول انسان تھے۔ عاجزی اور حد درجہ سادگی کا مثالی نمونہ تھے۔

گزشتہ چار سال سے آپ انجمن احمدیہ قادیان کے صدر تھے۔ سالہا سال تک صوبائی امیر اور سیکرٹری بھی رہے۔ صدر جماعت بھی رہے اور ممبر صدر انجمن احمدیہ بھی رہے۔ متقی، تہجد گزار اور پرہیز گار تھے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی وفات حسرت آیات، خاندانی حالات، انمول جماعتی خدمات اور سائنسی کارناموں کا تذکرہ بڑی تفصیل سے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

(الفضل انٹرنیشنل 15/اپریل 2011ء)

اللہ تعالیٰ نے تقریر کا ملکہ بھی ودیعت کیا تھا۔ ہندوستان، برطانیہ، امریکہ کے بین الاقوامی سالانہ جلسوں پر تقاریر کرنے کا اعزاز حاصل ہوُا۔ سائنسدان ہونے کے ناطے اسلام اور سائنس پر زبردست گرفت رکھتے تھے۔ تبلیغ کرنے کا جنون تھا۔ کچھ سال قبل جب اقوام متحدہ کی طرف سے انٹرنیشنل ائیر آف اسٹرانومی منایا گیا تو بطور خاص بنگلور کا سفر کیا۔ باوجود پیرانہ سالی کے بنگلور میں سائنسدانوں کے اجلاس میں قرآن اور سائنس کے موضوع پر نہایت عالمانہ تقریر کی۔ نامور سائنسدانوں سے رابطے قائم کئے۔ دہلی میں سائنسدانوں کی میٹنگ میں بھی شرکت کی، ان کو جماعت سے متعارف کیا، لٹریچر دیا اور ان کی قیام گاہوں پر ملاقات کی۔ تمام تقاریر پر معارف ہوتی تھیں جن میں قرآن مجید کی آیات کریمہ سے احسن رنگ میں استدلال فرماتے تھے۔ دو سال قبل 2009ء میں ہستی باری تعالیٰ فلکیات کی روشنی میں کے موضوع پر خطاب کیا تھا۔ میرے سامنے اس وقت آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اسلام اور سائنس کے موضوع پر تقریر ہے جو آپ نے قادیان کے جلسہ سالانہ پر 1995ء میں کی تھی۔ بطور نمونہ تقریر کا کچھ حصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے :"سائنس کے تعلق سے اسلام کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ ہم سائنس سیکھیں اور دوسرے یہ کہ اس علم کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ اسلام نے ایک سائنسدان کے نصب العین کو بہت بلند رکھا ہے کہ وہ اپنی جدوجہد کائنات کے اشیاء کے خواص کے معلوم کرنے تک ہی محدود نہ رکھے بلکہ وہ خالق کائنات کی طرف بھی رجوع کرے اور اسکے ساتھ تعلق پیدا کرنا اسکا مقصد اعلیٰ ہو۔ الغرض اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم اولوالالباب بنیں یعنی ایسے دانشور جن کا علم صرف دنیا کی چیزوں تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ محبت الٰہی، عبادت، دعا، شفقت علی اللہ اور خشیت اللہ میں ترقی پانے کا ذریعہ بنتا ہے"

عالمی اعزازات

آپ کا شمار دور حاضر کے ایک سو بڑے ہیئت دانوں میں ہوتا تھا۔ ہندوستان کے صدر عبد الکلام کے ایجوکیشن ایڈوائزر رہے۔ متعدد عالمی اداروں کے رکن تھے جیسے انٹرنیشنل اسٹرانومیکل یونین، اسٹرانومیکل سوسائٹی آف انڈیا، پلازما سائنس سوسائٹی آف انڈیا، انڈین ایسوسی ایشن آف فزکس ٹیچرز۔ 1980ء میں آپ نے آکسفورڈ یونیورسٹی آف کے تھیورٹیکل فزکس ڈیپارٹمنٹ میں تحقیق اور دیگر سائنسدانوں سے میل ملاقات کی غرض سے تین ماہ گزارے اور ایک خاص مضمون لکھا جو 1982ء میں شائع ہوُا تھا۔ نوبیل انعام یافتہ پروفیسر عبد السلام کی دعوت پر 1985ء میں آپ نے انٹرنیشنل سینٹر فار تھیورٹیکل فزکس میں تین ماہ تحقیق میں گزارے تھے۔ پرنسٹن یونیورسٹی کے پروفیسر آسٹریکر Prof. Ostriker شکاگو میں آپ کے ہم جماعت رہے تھے۔ ان کی دعوت پر آپ پرنسٹن آبزرویٹری میں ان سے اور ان کے رفقاء سے ملنے گئے تھے۔ آپ مختلف یونیورسٹیوں کے ریسرچ سکالر اور ریسرچ فیلو بھی تھے۔ امیریکن بیوگرافیکل انسٹی ٹیوٹ نے 2000ء میں آپ کو Man of the Year ایوارڈ دیا تھا۔ ہندوستان کا ایوارڈ میگنا ساہا (Meghnad Saha) ایوارڈ فار تھیورٹیکل سائنس 1981ء میں ملا تھا۔ انٹرنیشنل بیوگرافیکل سینٹر کیمبرج نے Outstanding People Medal 2003 دیا تھا۔ فرینڈ شپ فورم انڈیا نے بھارت ایکسی لینس ایوارڈ، 2006ء میں دیا تھا۔ امیریکن بیوگرافیکل انسٹی ٹیوٹ نے 2008ء میں 500 Great Leaders diploma سے نوازا تھا۔

کسوف وخسوف پیشگوئی پر تحقیق

تصنیف وتالیف میں خاص ملکہ تھا۔ آپ کی کتابیں حسن عبارت اور خوبی فصاحت کا عمدہ نمونہ ہیں۔ زندگی کے آخری سانس تک تدریسی وتصنیفی مشغلہ جاری رکھا۔ ان کی ذات فضل وکمال کا مجموعہ تھی۔ دیگر موضوعات کے علاوہ چاند گرہن وسورج گرہن کے پیش گوئی پر تحقیق اور کہکشاؤں کی ''ڈائی نے مکس'' آپ کی سائنسی تحقیق کے ہر دلعزیز موضوع تھے۔ کسوف وخسوف کے موضوع پر آپ کی تحقیق تین دہائیوں پر ممتد ہے۔ اس موضوع پر آپ کے اردو اور انگلش مضامین بدر قادیان، روزنامہ الفضل، ریویو آف ریلیجنز لندن و جماعتی رسائل کی زینت بنے۔ 1994ء میں اس نشان کے پورے ہونے پر صد سالہ پروگرام کے تحت آپ نے ہندوستان، برطانیہ اور امریکہ میں تقاریر کیں اور آپ کے خاص مضامین شائع ہوئے۔ بعض ایک تقاریر کتابچوں کی صورت میں ہندوستان سے شائع ہوئی تھیں جیسے جماعت احمدیہ حیدر آباد نے 2003ء میں ایک کتابچہ شائع کیا تھا۔ میرے سامنے اس وقت ریویو آف ریلیجنز کا مئی 1999ء کا شمارہ ہے جس میں آپ نے 21 صفحات پر مشتمل وقیع مضمون میں امریکہ سے شائع ہونے والے پیش گوئی پر اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا ہے۔ منجھے ہوئے ہیئت دان کے ناطے آپ اس موضوع پر اتھارٹی تھے۔

معروف ہیئت دان

علم ہیئت میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ کا انگلش مضمون'' میری زندگی بطور ہیئت دان''، 1997ء میں بلیٹن آف اسٹرانومیکل سوسائٹی میں شائع ہوُا تھا۔ اس نہایت دلچسپ مضمون کے جستہ جستہ حصوں کا ترجمہ یہاں پیش کیا جاتا ہے اور انشاء اللہ عنقریب مضمون کا مکمل ترجمہ بھی کیا جائیگا۔ آپ فرماتے ہیں:" میں نے پی ایچ ڈی پروگرام کیلئے یرکس آبزرویٹری میں داخلہ کیلئے اپلائی کیا تھا۔ پروفیسر کیپر جو اس وقت ڈائریکٹر تھا اس نے مجھے لکھا کہ میری بیک گراؤنڈ کے پیش نظر مجھے داخلہ نہیں دیا جاسکتا لیکن اگر میں اپنے خرچ پر یونیورسٹی آف شکاگو میں فزکس میں ایک سال کیلئے مزید کورسز کروں اور اگر میری پروگریس قابل اطمینان ہوئی تو میں یرکس (Yerkes) میں اسسٹنٹ شپ کا حقدار بن جاؤں گا۔ چونکہ میں امریکہ میں تعلیم کیلئے کہیں سے بھی فنانشل سپورٹ حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا تھا اسلئے میں نے امریکہ جانے کا ارادہ ترک کردیا تھا۔ لیکن جب یو ایس انڈیا ایجوکیشنل ایکس چینج پروگرام کے تحت فنڈز مل گئے تو مَیں امریکہ میں ایک سال کی تعلیم کیلئے چلا گیا۔ یہاں کی نصابی کتابیں قریب قریب وہی تھیں جو مَیں انڈیا میں پڑھی تھیں۔ لیکن انڈیا میں ہر باب کے آخر پر دئے گئے سوالات حل کرنے کا مَیں عادی نہیں تھا۔ امریکہ میں پتہ چلا کہ ہماری پروگریس کا دارومدار ان مشکلات کے حل کرنے پر ہوتا تھا۔ خدا کے فضل سے میں امتحان میں پاس ہوگیا اور مجھے یرکس (Yerkes) آبزرویٹری میں پی ایچ ڈی پروگرام میں داخلہ مل گیا۔

وقتاً فوقتاً مجھے فلکیات کے موضوع پر مقبول عام لیکچر دینے کا موقعہ ملتا رہا۔ میں نے اسٹرانومی کے مختلف موضوعات پر مضامین لکھے جیسے : سائنسی فکر پر اسٹرانومی کا اثر، عرب اور پرشین اسٹرانومرز کا انڈیا کے ساتھ باہمی تعلقات، چاند کی حرکت اور اسلامی کیلنڈر۔ بعض دفعہ ایسے بھی ہوُا کہ مجھے مذہبی مجلس میں کائنات کے سٹرکچر کے بارہ میں اظہار خیال کا موقعہ ملا۔ مذہب اسلام فطرت کے مطالعہ کی تلقین کرتا ہے جیسا کہ قرآن پاک کی سورۃ نمبر 3 آیات 192-191 سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ میں اکثر اپنی تقاریر میں عظیم ہیئت دان ہنری پوائن کئیر کے ان الفاظ کو دہراتا ہوں جو مجھے بہت مرغوب ہیں:

''ستارے ہمیں نظر آنیوالی روشنی ہی نہیں بھیجتے جو ہماری آنکھوں کو منور کرتی ہے بلکہ ان سے ایک ایسی روشنی بھی آتی ہے جو ہمارے دماغوں کو منور کرتی ہے''۔

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ جو نیک کام انہوں نے شروع کئے اللہ ان کو مثمر بثمرات کرے اور ان کی روح کو اپنے دامن رحمت میں جگہہ دے۔ آمین

()()()()()()()()

خطبہ جمعہ

آج پھر جرمنی کا ایک اور جلسہ سالانہ دیکھنے اور سننے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرما رہا ہے۔ علمی و تربیتی اور روحانی ماحول میں یہ دن گزار کر اپنے دینی علم میں ترقی کریں۔ دعاؤں، درود اور استغفار کے ساتھ شیطان کے شر سے بچنے کی کوشش کریں۔

جلسہ سالانہ کی مناسبت سے میزبانوں اور مہمانوں کو نہایت اہم نصائح

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف صحابہ کی روایات کا نہایت ایمان افروز تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب کو زرّیں نصائح۔

ان روایات میں صحابہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق، محبت، حضور علیہ السلام کی نصائح، مہمان نوازی، صحابہ کے ساتھ حضور کے تعلق اور کس طرح صحابہ نے اپنے اندر انقلاب پیدا کیا، بہت سے مضامین ہیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24/ جون 2011ء بمطابق 24/ احسان 1390 ہجری شمسی بمقام کالسروئے (Karlsruhe) (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

الحمد للہ کہ آج پھر جرمنی کا ایک اور جلسہ سالانہ دیکھنے اور سننے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرما رہا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے یہ جلسہ اس لئے ہم منعقد کرتے ہیں کہ اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچانتے ہوئے خدا تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا کریں اور سال کے یہ تین دن خالصتاً للہ گزارنے کے لئے جمع ہوں۔ علمی، تربیتی اور روحانی ماحول میں یہ دن گزار کر اپنے دینی علم میں ترقی کریں۔ اپنی تربیت کے از خود جائزے لیں۔ جو یہاں باتیں سنیں اُن کو سن کر پھر اپنی حالتوں پر نظر رکھیں۔ یہ دیکھیں کہ کیا ہم اپنی کمزوریوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق قابو پا چکے ہیں یا پانے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ جلسے کے روحانی ماحول میں خدا اور رسول کی باتیں سن کر روحانیت میں ترقی کرنے والے بنیں اور بننے کی کوشش کریں۔ بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں تربیت اور روحانیت میں ترقی کا باعث بن جاتی ہیں۔ ایک ماحول میں رہ کر دوسرے کی اچھی باتیں احساسات کو جھنجھوڑنے کا باعث بن جاتی ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ بعض بدقسمت روحانی ماحول اور جلسے سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتے اور صرف اپنے دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے آتے ہیں۔ ایسے لوگ چاہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے بیعت کا دعویٰ کریں لیکن حقیقت میں وہ آپ کی تعلیم سے دور بھاگنے والے ہیں۔ پس دعاؤں اور استغفار کے ساتھ یہ دن گزاریں۔ جن لوگوں کی مَیں نے مثال دی چاہے وہ چند ایک ہی ہوں لیکن اکثریت کی دعائیں بھی بعض دفعہ کمزوروں کے دن پھیر دیتی ہیں۔ جہاں اُن کی اپنی حالتیں بہتر ہوتی ہیں، ان کے ہمسایوں کی بھی حالت بہتر ہو رہی ہوتی ہے۔ پس دعاؤں کے ساتھ یہ دن گزاریں کہ شیطان انسان کو اُس کے نیک مقاصد سے ہٹانے کے لئے ہمیشہ کوشش میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس سے محفوظ رکھے۔ تمام شاملینِ جلسہ بھی اور تمام کارکنان بھی جن کی مختلف شعبوں میں کسی خدمت پر ڈیوٹی لگی ہوئی ہے، دعاؤں، درود اور استغفار کے ساتھ شیطان کے شر سے بچنے کی کوشش کریں۔

اس نئی جگہ پر اس سال جماعت احمدیہ جرمنی جلسہ منعقد کر رہی ہے۔ تو جس طرح منہائم میں عمومی طور پر گزشتہ بیس پچیس سال کے عرصے میں یا جو بھی عرصہ ہے اس عرصے میں وہاں جلسہ منعقد کر کے وہاں کے شہریوں اور انتظامیہ پر جماعت کا ایک اچھا نیک اثر قائم ہوا ہے، اُس سے بہتر اثر جماعت کا یہاں کے شہریوں اور انتظامیہ پر چھوڑنے کی کوشش کریں تا کہ یہ نیک نمونے اسلام اور احمدیت کے حقیقی پیغام پہنچانے کا ذریعہ بنیں۔ مثلاً یہاں کے ہوٹلوں کو بڑی تعداد میں ایشین لوگوں کو ٹھہرانے کا یہ پہلا موقع ہے تو قدرتی بات ہے کہ آج کل جس طرح بعض مسلمان گروپوں کی طرف سے، اسلام کا غلط تصور پیش کیا جا رہا ہے ہوٹلوں کے مالکان کو بھی کچھ تحفظات تھے۔ لیکن میرے علم میں آیا ہے کہ پولیس نے اُنہیں تسلی دی ہے کہ ہماری تحقیق کے مطابق یہ ایک پُرامن جماعت ہے اس لئے کسی قسم کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ پس اِن دنوں میں صرف جلسہ گاہ کے ماحول میں ہی نہیں بلکہ باہر بھی جہاں بھی احمدی رہائش پذیر ہیں یا شہر میں سے گزر کر دوسرے شہروں سے آ رہے ہیں وہاں بھی، عمومی طور پر، بھی ہر جگہ اپنے نیک نمونے چھوڑیں جو احمدیت کی تبلیغ کا باعث ہوں۔ آپ کے ایسے نمونے ہوں جو آپ کے حق بیعت نبھانے کا واضح اظہار کر رہے ہوں۔ اگر کوئی زیادتی کرتا بھی ہے تو ایک سچے احمدی کو پلٹ کر وہی رویہ اختیار نہیں کرنا چاہئے۔

بعض گزشتہ تجربات سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ چند ایک ایسے لوگ بھی ہیں جیسا کہ مَیں پہلے ذکر کر چکا ہوں جو بظاہر احمدی ہیں جلسے کے دنوں میں اپنے دنیاوی مقاصد کے لئے آتے ہیں یا بعض دفعہ اپنی پرانی رنجشوں کو دلوں میں بٹھائے ہوئے ایک دوسرے کے خلاف غلط حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ انتظامیہ تو بہرحال ایسے لوگوں سے کسی قسم کی رعایت نہیں کرے گی اور نہ کرنی چاہئے، لیکن ایک فریق کی زیادتی سے دوسرے فریق کو بھی صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اور یہ دن کیونکہ خدا تعالیٰ کی خاطر گزارنے کے لئے آئے ہیں اس لئے اپنے معاملات خدا تعالیٰ پر چھوڑنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہوئے۔ پس اس احسان کی قدر کرنا ہر سچے احمدی کا فرض ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ اس جماعت میں شمولیت اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے قومیں تیار ہو رہی ہیں تو اس بات کو پرانے احمدیوں کو بھی ایک فکر کے ساتھ لینا چاہئے۔ اس جلسے میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی نئے شامل ہونے والے احمدی مختلف ممالک سے شامل ہو رہے ہیں۔ اُن کی نظروں میں، اُن کی حرکات میں ایک اخلاص اور وفا ٹپک رہا ہوتا ہے۔ پس جو پرانے احمدی ہیں اُن کو ایک فکر اپنے ایمان کے لئے بھی کرنی چاہئے اور اُن کے لئے بھی نمونے قائم کرنے چاہئیں۔ یہ نہ ہو کہ نئی قومیں آ کر اور حقیقی مسلمان بن کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بن جائیں اور پرانے احمدی خاندان دنیا میں ڈوب کر، اپنی اَناؤں میں ڈوب کر، اُن فضلوں سے محروم ہو جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس اس سوچ کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ یہ دن گزاریں۔

اس اہم بات کی طرف توجہ دلانے کے بعد اب مَیں بعض صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعض روایات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو رجسٹر روایات صحابہ سے مَیں نے لی ہیں جن میں مختلف قسم کے مضامین بھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ عشق و محبت کے واقعات، آپ کی نصائح، صحابہ کے آپ کی نصائح کو سمجھنے کے طریق، آپ کی مہمان نوازی، اس کے جواب میں صحابہ کا ردّ عمل۔ اِن باتوں نے صحابہ کی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر دیا جس نے اُن کی روحانی تربیت بھی کی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے عشق اور محبت کو مزید نکھارا بھی اور بڑھایا بھی۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا بعض واقعات آپ کی بے تکلف مہمان نوازی کے ہیں۔ بعض مہمانوں کے صبر اور حوصلے کے ہیں، باتوں باتوں میں ہی بعض علمی مضامین بیان ہوئے ہیں، بعض نصائح بھی ہیں۔ پس ان کو غور سے سنیں اور یہ جو ڈیوٹی والے کارکنان ہیں اُن کو بھی اِن چیزوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

ایک روایت ہے۔ حضرت خان صاحب ضیاء الحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم تین احمدی اشخاص، یعنی یہ خاکسار (ضیاء الحق صاحب) اور اُن کے خالہ زاد بھائی سید اکرام الدین صاحب اور اُن کے بہنوئی سید نیاز حسین صاحب مرحوم سونگڑہ سے روانہ ہو کر کلکتہ ہوتے ہوئے ہم قادیان پہنچے۔ یہ غالباً 1900ء کا واقعہ ہے۔ قریباً دس گیارہ بجے دن کا وقت ہو گیا جب قادیان پہنچے۔ اُسی دن نماز ظہر کے وقت مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے مسجد میں ملاقات ہوئی اور اُسی دن بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں، یہ کہتے ہیں کہ، ہم تینوں نے مع دیگر نو وارد حاضرین بیعت کی۔ ملاقات کے وقت حضور نے جب میرا نام دریافت فرمایا تو میں نے اپنا نام ضیاء الحق، قؔ کو بولتے ہیں جس طرح خاص انداز میں ادا کیا۔ تو حضور نے فرمایا ضیاء الحق۔ (’ق‘ کے تلفظ کو چھوٹی ’ک‘ سے بیان فرمایا) تو کہتے ہیں اُس دن یہ سننے کا میرا پہلا موقع تھا کہ پنجاب میں عام بول چال میں ’ق‘ کو ’ک‘ کی طرح بول دیا جاتا ہے۔ بہرحال کہتے ہیں حضور نے مولوی محمد احسن صاحب کو فرمایا کہ اِن تینوں کو سلسلہ کی کچھ کتابیں

پڑھنے کی دی جاویں تو مَیں نے عرض کیا کہ فتح اسلام اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام کتابیں مَیں نے پڑھ لی ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ پھر تاکید کر دی کہ لنگر خانہ میں ہم تینوں اُڑیسہ کے مہمانوں کے لئے چاولوں کا بندوبست کر دیا جائے۔ کہتے ہیں ہم قریباً سات دن قادیان میں ٹھہرے اور ہر روز بعد نماز مغرب حضور کے پیر دبانے والوں میں شریک ہوتے تھے، مگر خدام کی کثرت کی وجہ سے پَیر کا کوئی حصہ ملنا دشوار ہو جاتا تھا۔ حضور کا پَیر خوب مضبوط معلوم ہوتا تھا۔ ہر روز صبح شام، صبح بعد ناشتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سیر میں ہم شریک ہوتے تھے۔ حضور خوب تیز چلتے تھے، حتی کہ بعض ہمراہیوں کو دوڑنا پڑتا تھا۔ حضور کی چھتری برداری کا فخر ایک عرب غالباً مولوی ابوسعید صاحب کو ملتا تھا۔

کہتے ہیں ایک روز کا ذکر ہے کہ مَیں نے حضور سے دریافت کیا کہ ہمارے محلے کی مسجد میں ہم کس طرح نماز ادا کریں۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا غیر احمدی نماز ادا کرنے کی اجازت دیں گے؟ تو مَیں نے عرض کیا کہ ہمارے محلے کی مسجد میں نماز ادا کرنے سے ہم کو کون روک سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی روک نہیں تو علیحدہ نماز ادا کر لی جاوے ورنہ نہیں۔ شروع میں ہم کو خبر نہ تھی کہ مخالفت اس قدر ہوگی کہ محلے کی مسجد میں نماز ادا کرنا تو درکنار، اس کے اندر جانے کی بھی اجازت نہ ہوگی اور برادری سے قطع تعلق ہو گا۔ ہم کو کافر، ضالّ اور مضلّ کا خطاب دیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

(مأخوذ از روایات حضرت ضیاء الحق صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 56، 57)

تو شروع شروع میں بعض دفعہ جب لوگ بیعت کرنے آتے تھے، تو یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ مخالفت اس قدر بڑھی ہوئی ہے اور یہ مخالفت تو آج بھی ہے لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ نے بعد میں وہاں بھی مسجدیں بنانے کی توفیق دی اور دنیا میں آج ہر جگہ مسجدیں بن رہی ہیں۔ جرمنی میں اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو چھ مسجدیں یا چار مساجد باقاعدہ اور دو کو مسجد میں بدلنے کا موقع اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

پھر ایک بے تکلف مجلس کا ذکر ہے، حضرت نظام الدین صاحب معرفت نظام ایم کو شہر سیالکوٹ۔ یہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جلسہ سالانہ سے رخصت ہو کر گھر واپس جانے کے لئے حضرت اقدس کے حضور اجازت لینے کے لئے حاضر ہوئے تو حضور رخصت دے کر اندرون کی کھڑکی سے اندر جانے لگے۔ تو میرے ہمراہ ایک صاحب ملتان کے رہنے والے بھی تھے، انہوں نے اجازت حاصل کر لینے کے بعد اپنی ملتانی زبان میں کہا، (ملتانی زبان پنجابی اپنا طرز ہے اُن کا) کہا کہ حضرت! ’’مَیں کُو کوئی وظیفہ ڈسّو‘‘ یعنی مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔ تو حضور مسکرا پڑے اور فرمانے لگے کہ درود شریف کثرت سے پڑھا کرو یہی وظیفہ ہے۔

(ماخوذ از روایات حضرت نظام الدین صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 103)

پس یہ آج بھی ہمارے لئے ان دنوں میں خاص طور پر یہی وظیفہ ہے اس کو بہت زیادہ پڑھنا چاہئے۔

پھر کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہار کے موسم میں دوستوں کو ساتھ لے کر باغ میں گئے اور خادموں سے کہا کہ توت کی ٹوکریاں بھر کے لاؤ۔ چنانچہ دو ٹوکریاں یا پراتیں توت اور شہتوت سامنے رکھ دیں۔ خود بھی حضور کچھ کھانے لگے۔ اس پارٹی میں بہت صحابی نہ تھے، غالباً پندرہ بیس ہوں گے۔

(مأخوذ از روایات حضرت نظام الدین صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 103)

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ڈھاب کا کنارہ بھر کر اس جگہ ایک پلیٹ فارم سا بنوایا گیا تھا اور مٹی ڈلوائی گئی تھی، اور یہ وہ جگہ ہے جہاں آج کل (اُس زمانے کی جو بات کر رہے ہیں) مرزا مہتاب بیگ صاحب درزی کی دکان ہوتی تھی اور کچھ بُک ڈپو اور گلی والی زمین بھی شامل ہوگی۔ کہتے ہیں یہاں جلسہ سالانہ ہوا تو مولوی برہان الدین صاحب مرحوم مغفور دوستوں کو اپنے لوہے کے لوٹے سے جو اِن دنوں اپنے کندھے پر اُٹھایا کرتے تھے (سماوار ٹائپ چیز ہوگی کوئی) اُس میں پانی پلاتے رہے تھے۔ اب دیکھیں ان کا انداز بھی کیسا پیارا ہے۔ کہتے ہیں مولوی صاحب مرحوم پانی پلاتے پلاتے ناچنے لگ گئے اور دوستوں سے کہا کہ پوچھو مَیں کون ہوں اور کیوں ناچ رہا ہوں؟ دوستوں میں سے کسی نے کہا حضرت خود ہی فرمائیے۔ تو فرمانے لگے کہ میں مسیح دا چپڑاسی ہوں۔ میں اس خوشی میں آ کر ناچ رہا ہوں کہ مَیں مسیح کا چپڑاسی ہوں۔ (مأخوذ از روایات حضرت نظام الدین صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 103، 104)

حضرت میاں امیر الدین صاحب احمدی گجراتی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے اپنے قرضدار ہونے کی شکایت حضرت صاحب کے پاس کی۔ آپ نے فرمایا کہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ اب وہ بہت سارے لوگ جو اپنے مسائل کے بارہ میں لکھتے ہیں، معاشی مسائل کے بارے میں لکھتے ہیں، اُن کو عموماً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہی بتاتے تھے کہ پانچ نمازیں پڑھا کرو اور درود شریف پڑھا کرو۔ فرمایا کہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو۔ بس یہی میرا وظیفہ تھا کہ مجھ کو مولیٰ کریم نے برکت دی اور قرض سے پاک ہو گیا۔ اور جب مَیں قادیان میں آتا تھا تو چھوٹی مسجد میں جو اس وقت بڑی ہو چکی تھی (یعنی مسجد مبارک) جبکہ چھ آدمی صف میں اُس میں کھڑے ہوتے تھے۔ اوقاتِ نماز میں اُس مسجد میں مَیں کھڑکی کے آگے بیٹھ رہتا تھا۔ (اُس کھڑکی سے جہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے تھے۔) اس غرض سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں سے آتے تھے تو جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے لئے تشریف لاتے تو مَیں فوراً کھڑا ہو جاتا اور نماز میں آپ کے بائیں بازو کے ساتھ کھڑا ہوتا اور یہ وہ وقت تھا جبکہ ساتھ ہی کا کمرہ جو مسجد کے ساتھ ہے اُس میں حضرت صاحب اور چند مہمان جو اُس وقت ہوا کرتے تھے جو پانچ سے زائد نہ ہوتے تھے، اس کمرے میں آپ چاول یا کھانا اپنے ہاتھ سے خود کھلاتے تھے۔ تمام پیشگوئیاں میرے سامنے پوری ہوئیں اور مَیں اُن کا گواہ ہوں۔

(مأخوذ از روایات حضرت میاں امیر الدین صاحبؓ احمدی گجراتی رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 189)

کہتے ہیں پھر مَیں یہ بھی ایک موقعہ عرض کئے دیتا ہوں کہ جب طاعون کے متعلق جلسہ ہوا ہے تو مَیں بھی اُس میں شریک تھا اور وہ ’’بوہڑ‘‘ جو قادیان سے مشرق کی طرف جھیل کے کنارے پر ہے اُس کے نیچے جا کر جلسہ ہوا تھا اور آپ نے اس بوہڑ کے نیچے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی تھی۔ میرے قیاس میں اس وقت جلسے میں شریک ہونے والے آدمی قریباً تین چار سو تھے، کمی وبیشی وَاللّٰہُ اَعْلَم۔ پھر اس کے بعد مَیں نے جماعت کو بڑھتے ہوئے دیکھا اور وہ وقت آ گیا کہ جب جلسہ دسمبر کے مہینے میں قائم کیا گیا تو بہت خلقت آنے لگی۔

(مأخوذ از روایات حضرت میاں امیر الدین صاحبؓ احمدی گجراتی رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 191)

ایک دن شام کے وقت کھانا کھلانے کے واسطے یہ تجویز تھی کہ حضرت صاحب نے حکم دیا ہوا تھا اور اس مکان پر جو کہ چھتی ہوئی گلی کے مغرب کی طرف ہے وہاں کھلایا گیا، اور اس وقت ایک ضلع کے آدمیوں کو بند کر کے کھانا کھلاتے تھے، اُس وقت گوجرانوالہ کے آدمی کھا رہے تھے اور دروازہ بند تھا۔ مَیں بھوک سے تنگ آ کر اُس جگہ گیا، مجھے داخل نہ کیا گیا۔ مَیں واپس آ کر بھوکا سو رہا۔ رات کو حضرت صاحب کو الہام ہوا۔ (انہوں نے جو لکھا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمِ الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ)۔ تذکرہ میں جو الہام ہے اور دوسری روایات میں بھی یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوْاالْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ ہے۔ کہ اے نبی! بھوکوں اور محتاجوں کو کھانا کھلا۔ پھر صبح حضرت صاحب نے دریافت فرمایا کہ کھانے کی کیا تجویز ہو رہی ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ ایک ضلع کے آدمیوں کو بلا کر دوسرے کو بلاتے ہیں۔ میرے سامنے حضرت صاحب نے یہ فرمایا کہ ’’دروازے کھول دو، جو آئے اُس کو کھانے دو‘‘۔

(مأخوذ از روایات حضرت میاں امیر الدین صاحبؓ احمدی گجراتی رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 191، 192)

حکیم عبدالصمد صاحب بھی اپنی روایت بیان کرتے ہیں اُس میں بھی اس کا کچھ حصہ آ جائے گا جو عبدالغنی صاحب دہلی کے بیٹے تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں 1907ء میں قادیان میں حاضر ہوا۔ عصر کے بعد کھانا کھانے کے لئے جب ہم لنگر خانہ میں جانے لگے تو کچھ لوگ دروازے میں کھڑے تھے۔ مَیں بھی وہیں کھڑا ہو گیا۔ دروازہ کھلنے پر لوگوں نے اندر جانا چاہا۔ ایک لڑکے نے اُن کو دھکے دے کر دروازہ بند کر دیا۔ وہ لوگ بہت شرمندہ اور نادم ہو کر واپس چلے گئے۔ مَیں پھر تھوڑی دیر کے بعد واپس گیا تو دروازہ کھلا ہوا تھا۔ صبح کی نماز کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت صاحب تشریف لائے ہیں۔ مَیں مسجد مبارک کے پرانے زینہ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اوپر سے حضرت صاحب تشریف لے آئے۔ بہت سا مجمع تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کل کوئی قصہ ہوا ہے یا فرمایا کوئی جھگڑا ہوا ہے۔ مجھے صحیح الفاظ یاد نہیں۔ حضرت خلیفہ اول نے عرض کیا کہ مجھ کو معلوم ہوا تھا کہ منتظمین کی غلطی تھی، بعض معزز آدمی اندر جانا چاہتے تھے، ایک لڑکے نے دھکا دے کر لنگر کا دروازہ بند کر دیا۔ وہ معزز لوگ تھے وہ ناراض ہو کر اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔ پھر ان کو کھانا بھیجا گیا۔ بعض نے کھا لیا مگر بعض نے نہیں کھایا۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ جن لوگوں کی غلطی سے یہ حرکت ہوئی ہے اُن کو شرم کرنی چاہئے اور وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں جن کی چیخ وپکار کی آواز آسمان پر سنی گئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ آج رات اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسے الفاظ سے مخاطب کیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوْا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ کہ اے نبی! تو بھوکوں اور بیقراروں کو کھانا کھلا۔ حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ الفاظ تکمیل کے ہیں۔ مَیں اُس وقت اس فقرے کے معنی نہیں سمجھا تھا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ رُتبہ بخشا ہے اور یہ خطاب فرمایا ہے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ۔ ایک پورا ہونے والی بات ہے اور پورا ہو رہی ہے۔) اب مجھے سمجھ آتا ہے کہ اس سے مراد یہ تھی کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ حضرت صاحب کا درجہ گھٹانے کی کوشش کریں گے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کامل نبی تھے۔ یہ جلسہ سالانہ کا واقعہ ہے۔ لنگر خانہ اس وقت اُس مکان میں تھا جہاں آج کل حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ رہتی ہیں۔ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے مکان کے بالکل مقابل میں اس کا دروازہ کھلتا ہے۔

(مأخوذ از روایات حضرت حکیم عبدالصمد صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 19 تا 21)

ایک دفعہ مَیں ایک پورا خطبہ اس بات پر بھی دے چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں اور جن لوگوں کو کسی بھی قسم کی غلط فہمی ہے یا بعض لوگ بزدلی یا مداہنت میں غیروں کے سامنے، بات کرتے ہوئے، بحث کرتے ہوئے، اظہار کر جاتے ہیں اُن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی کہہ کر پکارا ہے اور اللہ کے فضل سے آپ نبی ہیں لیکن غیر شرعی نبی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں آئے ہوئے اور آپ سے کامل محبت اور عشق کرنے والے نبی۔

لکھتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ بعض لوگ جن کو دھکا دیا گیا تھا وہ لوگ جو واپس چلے گئے تھے، وہ آبدیدہ ہو گئے اور بے اختیار اُن کی زبان سے نکلا کہ مولیٰ ہم یہاں کھانا کھانے تو نہیں آئے تھے بلکہ تیرے حکم کی تعمیل میں تیرے مسیح کے دَر پر آئے تھے۔

(مأخوذ از روایات حضرت حکیم عبدالصمد صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 21)

پس کارکنان کو ہمیشہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

پھر چوہدری عبدالعزیز صاحب احمدی پنشنر نوشہرہ ککے زئیاں لکھتے ہیں کہ دسمبر 1907ء کے سالانہ جلسے پر جو آخری جلسہ حضرت صاحب کی حیاتِ طیبہ کا تھا، مَیں حاضر ہوا تھا۔ نو بجے حضرت صاحب گھر سے اُن سیڑھیوں کے ذریعے نیچے تشریف لائے جو مسجد مبارک سے چھتی ہوئی گلی میں دفتر محاسب کے کونے کے عین مقابل اترتی ہیں۔ حضور دوسری سیڑھی پر کھڑے ہو گئے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو خاص طور

پر بلوا کر فرمایا کہ ’’رات جو مہمان دیر سے آئے ہیں اُن کو کھانا نہیں ملا اور وہ بالکل بھوکے رہے ہیں۔ اُن کی فریاد عرشِ معلّٰی تک پہنچی ہے‘‘۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ حضور درست ہے۔ واقعی اُن کو کھانا پہنچانے میں کوتاہی ہوئی ہے۔ فرمایا ’’ایک کمیٹی چار پانچ آدمیوں کی بنائی جائے جو رات بھر مہمانوں کی آمد و رفت کی نگہداشت اور اُن کے کھانے کا بندوبست کرے تاکہ آئندہ دوستوں کو تکلیف نہ ہو‘‘۔

(از روایات حضرت چوہدری عبدالعزیز صاحب احمدیؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد3 صفحہ 217)

میاں اللہ دتہ صاحب ولد میاں خیر محمد صاحب سہرانی احمدی سکنہ بستی رِنداں ڈیرہ غازی خان کہتے ہیں کہ 1902ء یا 1903ء کا واقعہ ہے کہ مَیں قادیان شریف گیا۔ موقع عید کا تھا اور لنگر خانے میں لنگر چلا تو عام و خاص کی تجویز ہونے لگی۔ (لنگر چلا تو عام اور خاص کی تجویز ہونے لگی کہ یہ لوگ خاص مہمان ہیں یہ عام مہمان ہیں)۔ کھانے کی تقسیم کے لئے، تو میری نیت میں فرق آنے لگا۔ فوراً مجھے یہ بدظنی پیدا ہوئی کہ جو مہدی معہود ہوگا وہ حکماً عدل ہوگا مگر اس لنگر خانے میں رِیا ہونے لگا ہے، مساوات نہیں ہے۔ پھر صبح کو مسجد مبارک میں گیا تو حضرت مسیح موعود اذان سے پہلے تشریف لائے تو آتے ہی فرمایا: مولوی نورالدین صاحب کہاں ہیں؟ حضرت مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور! مَیں حاضر ہوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا رات اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تیرا لنگر خانہ ناخن کی پشت برابر بھی منظور نہیں ہوا کیونکہ لنگر خانے میں رات کو ریا کیا گیا ہے اور اب جو لنگر خانے میں کام کر رہے ہیں اُن کو علیحدہ کر کے قادیان سے چھ ماہ تک نکال دیں۔ (اتنی سختی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمائی کہ جنہوں نے مہمانوں کے درمیان امتیاز کیا تھا، اُن کو نہ صرف فارغ کرو کام سے بلکہ چھ ماہ کے لئے قادیان سے نکال دو) اور ایسے شخص مقرر کئے جائیں جو نیک فطرت ہوں اور صالح ہوں اور فرمایا کہ فجر کی روٹی (یعنی صبح کا کھانا جو ہے ناشتہ) میرے مکان کے نیچے چلایا جائے اور مَیں اور میاں محمود احمد اوپر سے دیکھیں گے۔

اِن کو جو بدظنی پیدا ہوئی تھی کہ یہ ریا ہونے لگ گیا ہے، کہتے ہیں مَیں نے فجر کی نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اور استغفار پڑھی کہ مَیں نے بدگمانی کی، یا اللہ مجھے معاف کر دے۔ یہ کرامات حضرت اقدس کی مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔

(مأخوذ از روایات حضرت میاں اللہ دتہ صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد3 صفحہ 194، 195)

پس یہ بدظنیاں ہیں جو بعض دفعہ بہت دور لے جاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت پر رکھنا چاہے اُس کے لئے فوراً وہ سامان پیدا کر دیتا ہے تاکہ بدظنیاں دور ہو جائیں، اس سے بچنا چاہئے اور انسان عمومی طور پر استغفار اگر کرتا رہے تو بدظنیوں سے بچتا چلا جاتا ہے۔ ایک شخص کی غلطی سے پوری انتظامیہ کو غلط قرار نہیں دینا چاہئے۔

پھر ایک روایت ہے جناب حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کے بارہ میں ہے۔ مولوی مہر دین شاگرد مولوی صاحب نے بیان کی ہے۔ کہتے ہیں کہ جب مرزا صاحب نے براہینِ احمدیہ کتاب لکھی (مولوی صاحب نے ان کو بتایا، اِنہوں نے آگے یہ روایت لکھی ہے)۔ تو مَیں نے اس کتاب کو پڑھا تو مَیں نے خیال کیا کہ یہ شخص آئندہ کچھ ہونے والا ہے یعنی اس کو بڑا رُتبہ اور مقام ملنے والا ہے اس لئے مَیں اُن کو دیکھ آؤں۔ مَیں اُن کو دیکھنے کے لئے قادیان پہنچا تو مجھے علم ہوا کہ آپ ہوشیار پور تشریف لے گئے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ بار بار آنا مشکل ہے اس لئے ہوشیار پور جا کر دیکھ آؤں۔ مَیں نے اُن کا پتہ پوچھا تو کسی نے بتلایا کہ اُن کی بہلی کے بیل سفید ہیں (بیل گاڑی جو ہے اُس کے بیل سفید ہیں) وہ اب واپس آ رہی ہوگی، آپ راستے میں سے پتہ پوچھ لیں۔ جب ہم دریا پر پہنچے تو ہماری کشتی نے بہلی والے کی کشتی سے کچھ فاصلے پر تھی اس لئے کچھ دریافت نہ کر سکا۔ جب مَیں ہوشیار پور پہنچا تو مرزا اسماعیل بیگ حضور کے ہمراہ بطور خادم تھے۔ حضور کو انگریزی میں الہام ہوا تھا، اُس کا ترجمہ کرانے کے لئے وہ جا رہے تھے کہ مجھے راستے میں ملے۔ مَیں نے اُن سے پوچھا کہ مرزا صاحب کہاں ہیں اُنہوں نے کہا کہ شہر میں تلاش کر لیں، بتایا نہیں۔ معلوم نہیں حضرت صاحب نے منع کیا ہوا تھا یا کوئی اور بات تھی۔ آخر مَیں پوچھ کر آپ کے مکان پر پہنچا اور دستک دی۔ خادم آیا اور پوچھا کون ہے؟ مَیں نے کہا برہان الدین جہلم سے حضرت مرزا صاحب کو ملنے کے لئے آیا ہے۔ اُس نے کہا کہ ٹھہرو مَیں اجازت لے لوں۔ جب وہ پوچھنے گیا تو مجھے اُسی وقت فارسی میں الہام ہوا کہ جہاں تم نے پہنچنا تھا، پہنچ گیا ہے۔ اب یہاں سے نہیں ہٹنا۔ خادم کو حضرت صاحب نے فرمایا کہ ابھی مجھے فرصت نہیں ہے اُن کو کہہ دیں کہ پھر آئیں۔ خادم نے جب یہ مجھے بتلایا تو مَیں نے کہا کہ میرا گھر دور ہے مَیں یہاں ہی بیٹھتا ہوں جب فرصت ملے گی، تب ہی سہی۔ (جب حضرت مسیح موعود کو فرصت ہوگی تب مل لوں گا۔) جب خادم یہ کہنے کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت صاحب کو الہام ہوا کہ مہمان آوے تو مہمان نوازی کرنی چاہئے۔ اس پر حضرت صاحب نے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ جلدی سے دروازہ کھول دو۔ میں جب حاضر ہوا تو حضور بہت خندہ پیشانی سے مجھے ملے اور فرمایا کہ ابھی مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ مجھے فارسی میں یہ الہام ہوا ہے کہ اس جگہ سے جانا نہیں۔

(مأخوذ از روایات حضرت مولوی مہر دین صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد3 صفحہ 222 تا 224)

اور اللہ تعالیٰ نے پھر آپ کو بیعت میں آنے کے بعد بہت بڑا مقام عطا فرمایا۔

حضرت مستری اللہ دتہ صاحب ولد صدر دین صاحب سکنہ بھانبڑی ضلع گورداسپور کہتے ہیں کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا دوست اگر تمہارے پاس آیا کرے تو اس کی خاطر تواضع کیا کرو۔ ذمہ دار مہمان قادیان میں آ گئے تھے، گرمیوں کے دن تھے اُس وقت صبح آٹھ بجے کا وقت ہوگا۔ حضرت صاحب نے باورچی سے پوچھا کچھ کھانا اِن کو کھلایا جائے۔ باورچی نے کہا کہ حضور! رات کی بچی ہوئی باسی روٹیاں ہیں۔ حضور نے فرمایا کچھ حرج نہیں لے آؤ۔ یعنی جب بھی کوئی دوست آئیں، اُن کو کھانا کھلایا کرو۔ روٹیاں اگر فوری تیار نہیں ہو سکتیں وہی باسی لے آؤ۔ چنانچہ باسی روٹیاں لائی گئیں۔ حضور نے بھی کھائیں اور ہم سب مہمانان نے بھی کھا لیں۔ غالباً وہ مہمان قادیان سے واپس اپنے گاؤں اٹھوال جانے والے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ باسی کھا لینا سنت ہے۔

(ماخوذ از روایات حضرت مستری اللہ دتہ صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد4 صفحہ 106)

اب بعض دفعہ بعض لوگ ناراض ہو جاتے ہیں یہاں تو خیر Pita Bread یا جو بڑی بنی بنائی روٹی ملتی ہے وہ ویسے بھی مشینوں کی بنی ہوئی بازاروں میں ہوتی ہے اور باسی ہوتی ہے لیکن پھر بھی سالن وغیرہ کے لئے بعض دفعہ ہوتا ہے، لیکن باسی سالن کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ انتظامیہ باسی سالن سڑا کر ان کو کھلانا شروع کر دے۔

روایات حضرت محمد علی اظہر صاحب جالندھر، مولوی غلام قادر صاحب کے بیٹے ہیں، کہتے ہیں کہ 1906ء کا جلسہ سالانہ مسجد اقصیٰ میں ہوا تھا جس کا صحن بھرتی ڈال کر بہت وسیع کر لیا گیا تھا۔ اس کے جنوب مشرقی کونے پر اس محلّہ کے ساتھ جس میں آج کل سلسلہ کے دفاتر ہیں کسی ہندو برہمن کا ایک کچا مکان تھا۔ جگہ کی تنگی کی وجہ سے کچھ دوست اس مکان کی چھت پر بھی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تھے۔ اُس پر صاحبِ مکان نے حضرت اقدس کو اور جماعت کو گالیاں دینی شروع کیں۔ ہندو تھا گالیاں دینی شروع کر دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے نماز سے فارغ ہوتے ہی جماعت کو صبر کی تلقین کی اور اس چھت پر جانے سے منع فرمایا۔ مزید احتیاط کے لئے منڈیر پر اونچی دیوار بنوا دی گئی۔ کچھ عرصے کے بعد تار کا جنگلہ لگوا دیا گیا تاکہ کوئی دوست اس چھت پر بھول کر بھی نہ جائے۔ آخر وہ مکان برباد ہوا، وہ بھی ایک الہام تھا اور مالکوں کو اس کو فروخت کرنا پڑا اور جماعت نے وہ خریدا اور اب وہ مسجد اقصیٰ کا ایک جزو ہے۔

(ماخوذ از روایات حضرت محمد علی اظہر صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد5 صفحہ 13)

پہلے تو وہ ایک حصہ تھا صحن کے ساتھ دفاتر تھے۔ اب دو سال پہلے اللہ کے فضل سے وہاں جب مسجد اقصیٰ کی توسیع ہوئی ہے وہ سارا حصہ اس میں آ گیا ہے اب مسجد کے اُس حصے میں ہی تقریباً دو اڑھائی ہزار آدمی نماز پڑھ لیتا ہے۔

حضرت چراغ محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد چوہدری امیر بخش صاحب کھارے کے رہنے والے تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نے مسجد اقصیٰ میں ایک بڑی لمبی تقریر فرمائی۔ ظہر کے بعد کا وقت تھا۔ مَیں مسجد کی شمالی جانب کی دیوار پر بیٹھا تھا۔ میرے ساتھ گاؤں کا ایک اول درجے کا مخالف تھا جس کے زیرِ سایہ اس وقت گاؤں کا ایک آدمی تھا جو سخت مخالف تھا۔ جوں جوں حضور تقریر فرماتے جاتے تھے وہ بار بار سر ہلاتا اور سُبحان اللہ کہتا تھا اور ساتھ یہ بھی کہتا جاتا تھا کہ میں اب حضور کی مخالفت نہیں کروں گا۔ حضور جو فرما رہے ہیں سب سچ ہے۔ دو چار دن بعد میں اُسے ملا اور دریافت کیا کہ بتاؤ اب کیا رائے ہے؟ کہنے لگا معلوم نہیں، اُس وقت تو مجھے حضور کی ہر بات درست معلوم ہوتی تھی اور اب نہیں۔

(ماخوذ از روایات حضرت چراغ محمد صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد5 صفحہ 15)

جن کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دینا چاہے اُن کے دل پھر اس طرح سخت ہو جاتے ہیں۔

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقاپوری جب قادیان آئے تو اُنہوں نے دیکھا کہ قادیان والوں کو کس طرح آزمایا جائے۔ اب آزمانے کا انہوں نے طریقہ جو نکالا، کہتے ہیں مجھے خیال ہوا کہ علماء میں سے ایک بڑے عالم کو دیکھا اور خود مدّعی مسیح اور مہدویت کی بھی زیارت کی۔ اُن کو تو دیکھا، بڑے عالم کو بھی دیکھا، اُن کو علم سے بھرا ہوا پایا، اخلاق میں اعلیٰ پایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھا، اور اُن کی تو خیر کوئی مثال تھی ہی نہیں، اخلاق کا ایک سمندر تھے۔ تو اب یہاں کے عام لوگوں کی بھی اخلاقی حالت دیکھنی چاہئے۔ چنانچہ اس امتحان کے لئے کہتے ہیں میں لنگر خانے چلا گیا جو اُس وقت حضرت خلیفہ اول کے مکان کے جنوبی طرف اور بڑے کنوئیں کی مشرق کی طرف تھا۔ لنگر خانے میں ایک چھوٹا سا دیگچہ تھا جس میں دال اور ایک چھوٹی سی دیگچی میں شوربہ تھا۔ میاں نجم الدین صاحب بھیروی مرحوم اُس کے منتظم تھے۔ مَیں نے میاں نجم الدین صاحب سے کھانا مانگا تو انہوں نے مجھے ایک روٹی اور دال دی۔ مَیں نے کہا مَیں دال نہیں لیتا، گوشت دو۔ میاں نجم الدین صاحب مرحوم نے دال اُلٹ کر گوشت دے دیا۔ (دال واپس ڈال دی، گوشت ڈال دیا بغیر کچھ کہے)۔ لیکن مَیں نے پھر کہا کہ نہیں نہیں دال ہی رہنے دو۔ تب انہوں نے گوشت اُلٹ کر دال ڈال دی۔ (پھر واپس کیا گوشت، پھر دال ڈال دی)۔ اور گوشت اور دال کے اس ہیر پھیر سے میری غرض یہ تھی کہ تا مَیں کارکنوں کے اخلاق دیکھوں۔ مطلب یہ نہیں تھا کہ مجھے دال پسند ہے یا گوشت پسند ہے۔ اتنی دفعہ دال اور گوشت کو بدلوایا کہ دیکھنا یہ چاہتے تھے کہ ان کے اخلاق اچھے ہیں کہ نہیں۔ یہ کہیں غصے میں آ کر یہی دال کی پلیٹ تو نہیں میرے اوپر پھینک دیں گے۔ تو مَیں نے بیٹھ کر کھانا کھایا اور وہاں کے مختلف لوگوں سے باتیں کیں۔ منتظمینِ لنگر کی ہر ایک بات خدا تعالیٰ کی طرف توجہ دلانے والی تھی، یہ فقرہ دیکھیں کہ منتظمینِ لنگر کی (جو بھی کارکنان تھے وہاں اُن کی) ہر ایک بات خدا تعالیٰ کی طرف توجہ دلانے والی تھی۔ اس سے بھی میرے دل میں گہرا اثر ہوا۔ اب یہ تھی نیکی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے صحابہ میں اپنے ساتھ رہنے والوں میں پیدا کی۔ دوسرے دن صبح قریباً تمام کمروں سے قرآنِ شریف پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ فجر کی نماز میں مَیں نے چھوٹے چھوٹے بچوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور یہ نظارہ بھی میرے لئے بڑا دلکش اور جاذبِ نظر تھا۔

(مأخوذ از روایات حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحبؓ بقاپوری رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد8 صفحہ 10، 11)

پس یہ نظارے ہیں جو اِن دنوں میں بھی، جلسے کے دنوں میں خاص طور پر ہم میں نظر آنے چاہئیں، اور کارکنان کو بھی خاص طور پر نوٹ کرنا چاہئے کہ اُن کی ہر بات، اُن کا ہر عمل ایسا ہو جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ حقیقت میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کی ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا ہے۔ اور پھر یہ باتیں زندگی کا مسلسل حصہ ہونی چاہئیں کہ نمازیں بھی ہوں، قرآنِ کریم کی تلاوت بھی ہو اور پھر نہ صرف اِن تین دنوں میں، بلکہ گھروں میں جا کر بھی ان کو جاری رہنا چاہئے۔

حضرت منشی محبوب عالم صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں لاہور سے قادیان گیا کیونکہ مَیں حضرت صاحب کو روزانہ خط لکھا کرتا تھا اس واسطے حضرت اقدس کو بھی میرے ساتھ بہت محبت ہو گئی۔ جب کبھی میں لاہور سے جاتا فوراً ہی مجھے شرفِ ملاقات بخشتے۔ کبھی مجھے اندر بلاتے، کبھی خود باہر تشریف لاتے۔ ایک دفعہ مَیں قادیان گیا تو حضور مسجد مبارک میں تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ آپ یہاں بیٹھ جائیں مَیں آپ کے لئے کچھ کھانا لاتا ہوں۔ چنانچہ مَیں کھڑکی کے آگے بیٹھ گیا۔ حضور اندر تشریف لے گئے کوئی پندرہ بیس منٹ کے بعد سویّوں کی ایک تھال اپنے دستِ مبارک میں اُٹھائی ہوئی میرے لئے لے آئے اور فرمانے لگے، یہ ابھی آپ کے لئے اپنے گھر والوں سے پکوا کر لایا ہوں۔ مَیں بہت شرمسار ہوا کہ حضور کو تکلیف ہوئی مگر دل میں مَیں خوش بھی ہوا کہ حضرت اقدس کے دستِ مبارک سے مجھے یہ پاکیزہ غذا میسر ہوئی ہے۔ چنانچہ میں نے سویّاں کھائیں اور بہت خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر حضور نے مجھے رات کو فرمایا آج آپ یہیں سوئیں، چنانچہ مسجد کے ساتھ کے کھڑکی والے کمرہ میں اکیلا سویا مگر مجھے رات بھر نیند نہ آئی اور میں جاگتا ہی رہا۔ اور دعائیں کرتا رہا اور دل میں خیال کرتا تھا کہ میرا یہاں سونا کسی غفلت کا موجب نہ ہو، تا کہ حضرت کو روحانی طور پر یہ معلوم نہ ہو جائے کہ مَیں سو یا رہا ہوں۔ اسی خوف سے مَیں جاگتا رہا اور درود شریف پڑھتا رہا اور دعائیں کرتا رہا اور جب چار بجے تو حضور خود میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ جاگیں اب نماز کا وقت ہونے والا ہے۔ مَیں تو پہلے ہی جاگتا تھا اُٹھ کھڑا ہوا اور مسجد مبارک میں آ گیا۔ اتنے میں اذان ہوئی اور حضرت صاحب بھی اندر سے تشریف لائے۔

(مأخوذ از روایات حضرت منشی محبوب عالم صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 220 تا 222)

حضرت میاں وزیر خان صاحب ولد میاں محمد صاحب افغان غوری لکھتے ہیں کہ ایک روز 1895ء یا 1896ء کی بات ہے، حضرت صاحب اور مولوی صاحبان یعنی مولوی نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب، مولوی محمد احسن صاحب اور چند دوست جن میں مَیں بھی تھا، گول کمرے میں کھانا کھا رہے تھے کہ کھانے کے وقت قیمہ بھرے ہوئے کریلے آئے۔ حضرت صاحب نے ایک ایک کر کے تقسیم کر دیئے۔ دو رہ گئے اور مجھے کوئی نہیں دیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے تو نہیں دیا۔ بڑے بڑے مولویوں کو دے دیا ہے، مجھے نہیں دیا۔ حضرت صاحب نے معاً دونوں کریلے اُٹھا کر میرے آگے رکھ دیئے۔ مَیں نے عرض کی حضور بھی لے لیں۔ آپ نے فرمایا نہیں، آپ کھائیں۔

(ماخوذ از روایات حضرت میاں وزیر خان صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 14 صفحہ 363، 364)

تو فوراً ایسی صورتحال بعض دفعہ ہوتی تھی کہ خیال آیا اور ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کے خیال کے مطابق، خواہش کے مطابق یا جو بھی اگر کوئی بدظنی پیدا ہوئی ہو تو اُس کو دور کرنے کے لئے فوراً وہ عمل کر دیا۔

حضرت میاں عبدالرحیم صاحب ولد میاں محمد عمر صاحب جو قادیان کے رہنے والے تھے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مولوی کرم الدین صاحب کے مقدمہ میں حضور گورداسپور تشریف لے گئے اور بوجہ روزانہ پیشیوں کے حضور نے وہاں قیام فرما لیا۔ میری عادت تھی کہ مَیں پہلے کھانا نہیں کھایا کرتا تھا بلکہ حضور جب کھانا کھا لیتے تو پھر کھایا کرتا تھا۔ سارے کا سارا کھانا پکوا کر بھجوا دیا کرتا تھا۔ یہ کھانا پکواتے تھے مہمانوں کا بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا بھی، لیکن اپنے لئے نہیں نکالتے تھے، سارا بھجوا دیتے تھے۔ ایک دن مَیں نے حافظ حامد علی صاحب مرحوم کو تاکید کی کہ میرا کھانا یہاں لے آنا مگر اُس دن خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ کئی دوست تھے، وہ سب کھانا کھا گئے اور میرے واسطے کچھ بھی نہیں بچا۔ مَیں حافظ صاحب سے غصے ہو گیا اور یونہی سو گیا۔ صبح حضور نے آواز دی کہ کیا کھانا تیار ہے۔ حافظ حامد علی صاحب نے حضور سے عرض کیا کہ ابھی تو کھانا پکانے والا ہی نہیں اُٹھا اور ہم سے غصّہ ہیں۔ پھر حضور نے کھڑکی کی طرف سے آواز دی۔ کھڑکی چوبارے کی تھی اور باورچی خانے کے سامنے تھی مگر مَیں نے پھر بھی آواز نہ دی۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آواز دے رہے ہیں انہوں نے پھر بھی جواب نہیں دیا)۔ اس پر حضور نے پھر آواز دی مَیں نے پھر بھی جواب نہیں دیا۔ پھر حضور خود تشریف نیچے لے آئے اور فرمایا کہ 'کاکا' آج کیا ہو گیا ہے، کھانا کس طرح تیار کرو گے؟ اس پر حافظ حامد علی صاحب نے دوبارہ عرض کیا کہ حضور! یہ رات سے ناراض ہے کیونکہ اس نے کہا تھا کہ حضور کے کھانے کے بعد میرا کھانا لانا، مگر چونکہ کھانا بچا نہیں تھا اس لئے اس کو نہ دے سکا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اس کو پہلے دے دیا کرو۔ اُس نے عرض کیا (حافظ حامد علی نے) کہ یہ پہلے نہیں لیتا۔ پھر حضور نے حافظ صاحب کو کہا کہ اس کے لئے ایک سیر دودھ روزانہ لایا کرو۔ اُس بات کو سن کے مَیں مچلا بنا ہوا سو رہا تھا۔ مَیں فوراً اُٹھا اور عرض کی کہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر کھانا تیار ہو جائے گا۔ چنانچہ مَیں نے جلدی جلدی آگ جلا کر آدھا گھنٹہ گزرنے سے پہلے کھانا تیار کر دیا۔ جب حضور کے پاس کھانا گیا تو مَیں بھی اوپر چوبارے پر چلا گیا۔ حضور نے پوچھا تم نے کیا طلسمات کیا ہے؟ کیا جادو کیا ہے؟ مَیں نے عرض کیا پھر بتاؤں گا۔ دوسرے دن صبح جب مہندی لگانے کے لئے گیا تو فرمایا کل کیا جادو کیا تھا کہ کھانا اتنی جلدی تیار ہو گیا۔ چونکہ حضور اکیلے تھے مَیں نے حضور سے عرض کیا کہ دراصل خالی گوشت پک رہا تھا، گوشت رکھ کے تو ہلکی آنچ مَیں نے رکھ دی تھی، اور تیز آگ بند کی ہوئی تھی۔ اُس وقت جب آپ نے کہا تو مَیں نے جلدی سے سبزی ڈالی اور کھانا تیار ہو گیا۔ حضرت صاحب اس سے بڑے ہنسے اور خوش ہوئے۔

(مأخوذ از روایات حضرت میاں عبدالرحیم صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 8 صفحہ 228 تا 230)

حضرت شیخ مشتاق حسین صاحب ولد شیخ عمر بخش صاحب گوجرانوالہ کے ہیں۔ یہ کہتے ہیں 1900ء یا 1901ء کا واقعہ ہے کہ سالانہ جلسے کے ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے، نماز ظہر کا وقت تھا اور نمازی جمع تھے۔ حضور نماز ادا کرنے کے بعد تقریر فرما رہے تھے۔ ایک شخص اُس وقت باہر سے آیا اور دوستوں کے سر سے پھاندتا ہوا حضور کے قرب میں چلا گیا۔ (اوپر سے پھلانگتا ہوا آیا، آگے چلا گیا) اُس کی اس جدوجہد میں ایک دوست کی پگڑی اُتر گئی، ٹھوکر لگی جو بیچ میں لوگ بیٹھے ہوئے تھے کسی کی پگڑی اُتر گئی اُس سے، اور اُس نے حضور کو شکایتی رقعہ لکھ دیا۔ حضور اُس کو پڑھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور گھر کی کھڑکی کے پاس پہنچ کر حضرت مولانا نورالدین صاحب کو بلایا اور کھڑکی کے پاس چند باتیں کر کے اندر تشریف لے گئے۔ مولوی صاحب واپس آ کر کھڑے ہو گئے اور تقریر شروع کی۔ تقریر تو دس پندرہ منٹ کی کی، مگر شروع کے مطلب کے الفاظ مجھے آج بھی من وعن یاد ہیں۔ حضور نے فرمایا (حضرت خلیفہ اول نے) کہ دیکھو آج مَیں تمہیں ایک خوفناک بات سناتا ہوں۔ خود نہیں، بلکہ مامور کیا گیا ہوں (خود نہیں بتا رہا مَیں، بلکہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے) کہ یہ بات بتا دو۔ تمہیں بتاؤں کہ آج ہمارا امام دعا کر رہا ہے کہ خشک ڈالی مجھ سے کاٹی جاوے"۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اُن کو کہا کہ آج مَیں یہ دعا کر رہا ہوں کہ جو خشک ڈالیاں ہیں وہ مجھ سے کاٹی جائیں۔ جو اپنے ایمان میں مضبوط نہیں ہونا چاہتے وہ مجھ سے کٹ جائیں۔ پھر حضرت خلیفہ اوّل نے کہا یہ بھی آگے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ تم دوسروں کے سر پر چل کر خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتے، قربِ الٰہی اُس کے فضل سے ملتا ہے۔

(ماخوذ از روایات حضرت میاں شیخ مشتاق حسین صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 11 صفحہ 329)

لوگوں کے سروں سے پھلانگتے ہوئے جاؤ، کسی کو تکلیف دو، کسی کو ٹھوکر مارو کہ قریب پہنچ کر میں زیادہ قرب حاصل کر لوں گا۔ تو فرمایا کہ لوگوں کو تکلیف دینے سے قرب نہیں ملا کرتا، قرب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے اُس فضل کو تلاش کرو۔ پس آج بھی بعض دفعہ مَیں نے دیکھا ہے بعض پڑھے لکھے لوگ بھی پھلانگتے ہوئے آگے آنے کی کوشش کرتے ہیں اُن کو احتیاط کرنی چاہئے۔ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔ کسی دوسرے کی تکلیف کا باعث نہ بنیں۔ اور جلسے کے دنوں میں کیونکہ رَش ہوتا ہے اس لئے جو پہلے آنے والے ہیں وہ آگے آ کر بیٹھ جایا کریں تا کہ پیچھے سے آنے والے آرام سے بیٹھا کریں، بجائے اس کے کہ بیچ میں جگہ خالی ہو اور پھر لوگوں کو پھلانگ کر آنا پڑے۔

حضرت غلام محمد صاحب، یہ نارووال کے تھے پولہ مہاراں کے۔ وہ کہتے ہیں کہ جلسہ 1904ء میں شمولیت کے لئے خاکسار بمع دیگر احمدیان چوہدری محمد سرفراز خان غیر مبائع سکنہ بدوملہی او میاں چراغ دین صاحب مرحوم ستواڑو، چوہدری حاکم سکنہ منگولہ اور یہ سارے لوگ بہت سارے جو تھے رات کو امرتسر گاڑی پر پہنچے۔ کہیں رات کو کسی جگہ بٹالے میں اترے۔ کسی سید کی مسجد میں رات گزاری۔ پھر صبح قادیان پہنچ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک دالان میں تقریر فرما رہے تھے حضرت میاں بشیر احمد صاحب کا گھر ہے جہاں آج کل، یہیں پہلے مہمان خانہ ہوتا تھا۔ تقریر سورۃ بقرۃ کے رکوع نمبر ایک اور سورۃ دھر کی تفسیر تھی۔ نفسِ امّارہ، نفسِ لوّامہ، نفسِ مطمئنہ کی تشریح تھی۔ یعنی نفسِ امارہ وہ ہوتا ہے جب انسان گناہ ہی کرتا ہے۔ تو نفسِ امّارہ غالب ہوتا ہے۔ نفسِ لوّامہ گناہ بھی کرواتا ہے اور نیک کام بھی، اور بعض بعض دفعہ نفسِ امّارہ اور نفسِ لوّامہ کی باہمی لڑائی رہتی ہے۔ کبھی گناہ کی حالت غالب کر لیتی ہے، کبھی نیکی کی۔ نیکی غالب ہو جانے پر، اگر مکمل طور پر نیکی غالب آ جاتی ہے جب اور گناہ دور بھاگ جاتا ہے تو پھر نفسِ مطمئنہ حاصل ہو جاتا ہے۔ انسان گناہ نہیں کرتا بلکہ نیکی سے ہی واسطہ رہتا ہے۔ اُس صورت میں پھر جب نفسِ مطمئنہ حاصل ہو جائے۔ نفسِ امارہ و نفسِ لوامہ کی کُشتی ہوتی ہے۔ یعنی برائی کو ابھارنے والا نفس اور پھر اس پر ملامت کرنے والا نفس جو ہے وہ آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔ کبھی وہ جیت گیا، کبھی وہ جیت گیا۔ کبھی وہ اوپر ہوتا ہے کبھی وہ نیچے، کبھی وہ اوپر کبھی وہ نیچے۔ پھر کہتے ہیں کہ اس کے بعد آیت اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا (الدھر:6) تلاوت فرمائی کہ خدا کے نیک بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کو ایسے پیالے پیش کئے جائیں گے جن میں کافور کی خاصیت ملی ہوئی ہو گی۔ اس تلاوت فرمانے کے بعد فرمایا کہ جس طرح کافوری شربت ٹھنڈک پیدا کرتا ہے، اسی طرح جب نفسِ مطمئنہ حاصل ہو جاوے، اطمینان ہو جاتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ وَیُسْقَوْنَ فِیْھَا کَاْسًا کَانَ مِزَاجُھَا زَنْجَبِیْلًا (الدھر:18) کہ اور اس میں ان پیالوں میں پلایا جاتا ہے جس میں زنجبیل ملی ہوئی ہو گی۔ پھر فرمایا کہ جس طرح زنجبیل کا شربت لذیذ ہوتا ہے ایسا ہی نفسِ مطمئنہ حاصل ہو جانے پر نیکی کی لذت حاصل ہو جاتی ہے۔ بدی کی طرف خیال بھی نہیں جاتا۔

(مأخوذ از روایات حضرت غلام محمد صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 172، 173)

پس یہ روایت مَیں نے خاص طور پر اس لئے بھی لی تھی کہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی باتوں کو کس طرح سنتے تھے؟ کس طرح اُن سے استفادہ کرتے تھے؟ اور کس طرح اُن کو یاد رکھتے تھے؟ پھر بڑے سادہ الفاظ میں آگے بیان بھی کر دیا کہ دوسروں کو سمجھ بھی آ جائے۔ پس اسی سوچ کے ساتھ ہمارے یہاں جلسے پر آنے والے ہر شخص کو جلسے میں شامل ہو کر تقاریر کو سننا بھی چاہئے اور اُن سے علمی فیض بھی حاصل کرنا چاہئے، روحانی فیض بھی حاصل کرنا چاہئے اور یاد بھی رکھنا چاہئے، تا کہ پھر آگے اس علم اور روحانیت کو پھیلانے والے بھی بنیں۔

حضرت ڈاکٹر محمد دین صاحب بنوں ہسپتال کے انچارج تھے، یہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ 1905ء میں بذریعہ خط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیعت کی تھی۔ دستی بیعت دسمبر 1905ء

میں کی۔ بذریعہ خط اپریل 1905ء میں اور دستی دسمبر 1905ء میں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر کی تھی یہ بیعت۔ اُس وقت میری عمر بیس سال کی تھی اور مَیں میڈیکل کالج لاہور میں سب اسسٹنٹ سرجن کلاس میں پڑھتا تھا۔ بیعت کرنے کے بعد بہت سے لوگ تھے چنانچہ ایک لمبی پگڑی پھیلا دی گئی تھی جس پر لوگوں نے ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ بیعت کنندگان میں شیخ تیمور صاحب بھی تھے۔ شیخ صاحب نے پہلے بھی بیعت کی ہوئی تھی مگر ہمارے ساتھ بھی شامل ہو گئے۔ حضور (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ہاتھ پر شیخ صاحب کا ہاتھ تھا اور شیخ صاحب کے ہاتھ پر میرا ہاتھ تھا۔ حضور الفاظ بیعت فرماتے جاتے تھے اور ہم سب بیعت کنندگان اُن کو دہراتے جاتے تھے۔ بیعت کے بعد حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی۔ جلسے کے اختتام پر ہم پانچ ڈاکٹر کلاس کے طالب علموں نے حضور سے واپسی کے لئے اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا کہ ٹھہرو۔ رسالہ الوصیت اُس وقت چھپ کر آیا تھا۔ ابھی گیلا ہی تھا کہ ہم کو اُس کی ایک ایک کاپی عنایت کر دی گئی اور ساتھ ہی حضور نے ہمیں واپسی کی اجازت بھی دے دی۔ چنانچہ ہم رسالہ الوصیت لے کر واپس لاہور آ گئے۔ لاہور میڈیکل کالج کے ہسپتال اسسٹنٹ کلاس نے جن میں مَیں بھی شامل تھا، 1906ء کے آغاز میں بعض شکایات کی بنا پر سٹرائک کر دی (ہڑتال کر دی) اس میں احمدی میڈیکل طلباء بھی شامل تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اس کا علم ہوا تو حضور نے ازراہِ کرم ایک تاکیدی حکم ہمیں بھیجا کہ ایسی تحریکات میں حصہ لینا اسلام کے خلاف ہے اور جماعت احمدیہ کی بھی روایات کے خلاف ہے اس لئے تم سب پرنسپل صاحب سے معافی مانگ کر کالج میں پھر داخل ہو جاؤ۔ ساتھ ہی پرنسپل صاحب میڈیکل کالج کو بھی لکھا اور ساتھ ہی سفارش بھی کی کہ ہماری جماعت کے طلباء کو معافی دے کر پھر داخل کر لیویں۔ چنانچہ ہم پانچوں احمدی طلباء معافی مانگ کر پھر داخل ہو گئے۔ اس پر پیسہ اخبار لاہور نے مسیح کے پانچ حواری کے عنوان سے ایک مضمون لکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احمدی جماعت پر بہت اعتراض کئے۔ لیکن پھر بھی اثر نہیں ہوا، باقی لڑکے بھی اُس کے بعد معافی مانگ کر داخل ہو گئے۔ کہتے ہیں حضور کے بہت سارے خطوط میرے پاس ہیں۔ لیکن جنگِ عظیم کی وجہ سے باہر تھے، وہ گم گئے۔

(مأخوذ از روایات حضرت ڈاکٹر محمد دین صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 1 صفحہ 53، 54)

تو بہرحال ہڑتال کے بارے میں سٹرائکوں کے بارے میں ہمارا کیا مؤقف ہے اس بارے میں مَیں بڑے واضح طور پر خطبات دے چکا ہوں۔

چوہدری غلام رسول صاحب بسراء 99 شمالی سرگودھا کہتے ہیں کہ دسمبر 1907ء جلسہ سالانہ کا واقعہ ہے کہ جمعرات کی شام کو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صبح باہر سیر کو جائیں گے۔ اس وقت دستور یہ تھا کہ جب بہت بھیڑ ہو جاتی تھی تو آپ کے گرد بازوؤں کا حلقہ باندھ لیا جاتا تھا اور آپ اس حلقے کے بیچ چلتے تھے۔ (جس طرح چین (Chain) بنا لیتے ہیں بازو پکڑ کے) چنانچہ مَیں نے اپنے ہمرائیوں مولوی غلام محمد گوندل امیر جماعت احمدیہ چک 99 شمالی، چوہدری میاں خان صاحب گوندل اور چوہدری محمد خان صاحب گوندل مرحوم سے صلاح کی کہ اگر خدا نے توفیق دی تو صبح جب آپ باہر سیر کو نکلیں گے تو ہم آپ کے گرد بازوؤں کا حلقہ بنائیں گے، اس طرح پر ہم حضور کا دیدار اچھی طرح کر سکیں گے۔ صبح جب نماز فجر سے فارغ ہوئے تو تمام لوگ حضور کے انتظار میں بازار میں اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ یہ مکمل پتہ تو نہیں تھا کہ حضور کس طرف سے باہر تشریف لے جائیں گے لیکن جس طرف سے ذرا سی بھی آواز اُٹھتی کہ آپ اس طرف باہر سیر کو تشریف لے جائیں گے لوگ اُسی طرف ہی پروانہ وار دوڑے جاتے تھے۔ کچھ دیر اسی طرح ہی چہل پہل بنی رہی۔ آخر پتہ لگا کہ حضور شمال کی جانب سے ریتی چھلا کی طرف باہر سیر کو تشریف لے جائیں گے۔ ہم لوگوں نے جو آگے ہی منتظر تھے کپڑے وغیرہ کس لئے اور تیار ہو گئے کہ جس وقت حضور بازار سے باہر دروازے پر تشریف لے آئیں، اُسی وقت ہم بازوؤں کا حلقہ بنا کر آپ کو بیچ میں لے لیں گے۔ ہم اس تیاری میں تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑے جمّ غفیر کے درمیان میں (اس جمگھٹے کے) آپ آ رہے ہیں۔ اس جمگھٹے نے ہمارے ارادے خاک میں ملا دیئے اور یہ جمگھٹا جو تھا ہمیں روندتا ہوا چلا گیا۔ ریتی چھلے کے بڑے مغرب کی طرف ایک لسوڑی کا درخت تھا۔ آپ اُس لسوڑی کے درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے اور وہاں ہی آپ لوگوں سے مصافحہ کرنے لگے۔ کسی نے کہا حضرت صاحب کے لئے کرسی لائی جاوے تو آپ نے فرمایا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے کہا ہے کہ لوگ بہت بڑی کثرت سے تیرے پاس آئیں گے لیکن (پنجابی میں باتیں ہو رہی تھیں شاید تو فرمایا) 'تُوں اَکّیں نہ اور تھکیں نہ'۔

(ماخوذ از روایات حضرت چوہدری غلام رسول بسراء صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 1 صفحہ 71)

دیکھیں کس شان سے آج بھی آپ کا یہ الہام پورا ہو رہا ہے۔ اس ملک میں بیٹھے ہوئے کثرت سے لوگ جلسہ سننے کے لئے آ رہے ہیں۔ اصل میں تو یہ عربی کا الہام ہے جس کا ترجمہ انہوں نے کیا ہے۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح بیان فرمایا۔

حضرت مولوی محمد جی صاحب ولد میر محمد خان صاحب کہتے ہیں کہ جلسے پر مَیں نے حضرت اقدس کو تقریر کرتے دیکھا ہے۔ کوئی وقت معین نہیں ہوتا تھا جب ارادہ آپ فرماتے تھے تو اعلان کیا جاتا۔ میاں بشیر احمد صاحب کے مکان میں جلسہ ہو رہا تھا۔ آپ لکڑی کی سیڑھی سے اُتر کر آئے جو دالان کے اندر لگی ہوئی تھی اور زندگی وقف کرنے کا ارشاد کیا۔ (اُس وقت زندگی وقف کرنے کا ارشاد فرمایا جلسے کی تقریر میں)۔ مسجد اقصیٰ میں ایک جلسے میں آپ کے لئے کرسی رکھی گئی اور بیٹھ کر تقریر کی۔ تقریر میں فرمایا، ہر ایک آدمی جو یہاں ہے وہ میرا نشان ہے، پس اس وقت بھی جو اس وقت یہاں بیٹھے ہیں جلسے پہ، دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے، یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ہیں۔ اور اس صداقت کے نشان کو ثابت کرنے کے لئے ہمیں اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں بھی پیدا کرنی ہوں گی جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت اقدس کی تقریر میں تسلسل ہوتا تھا، شروع میں کچھ دھیمی آواز ہوتی تھی پھر بلند ہو جاتی تھی۔ مقرر اپنی تقریروں میں بعض فقروں پر زور دیا کرتے ہیں، آپ کی یہ عادت نہیں تھی۔ قرآنِ مجید کی آیت بھی سادہ طرز سے پڑھتے تھے، نہ ہاتھ سے اور نہ انگلی سے اشارہ کرتے۔ لاٹھی ہاتھ میں لے کر کھڑے ہوتے تھے کبھی دونوں ہاتھ اس پر رکھ لیتے۔ آپ کی تقریر نہایت دلکش ہوتی، بالکل اطمینان سے آپ تقریر فرماتے گویا قدرتی مشین ہے جس کو قدرت کے ہاتھ نے کام لینے کے لئے کھڑا کیا ہے۔

(مأخوذ از روایات حضرت مولوی محمد جی صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 8 صفحہ 145، 146)

حضرت صوفی نبی بخش صاحب روایت کرتے ہیں کہ 27 دسمبر 1891ء کے جلسے پر جس میں حاضرین کی تعداد اسّی (80) کے قریب تھی مَیں بھی حاضرِ خدمت ہوا اور دن کے دس بجے کے قریب چائے پینے کے بعد ارشاد ہوا کہ سب دوست بڑی مسجد میں جو اَب مسجد اقصیٰ کے نام سے مشہور ہے تشریف لے جائیں۔ حسب الحکم سب کے ساتھ میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ زہے قسمت کہ میرے لئے قسّامِ ازل نے اس برگزیدہ بندے کی جماعت میں داخل ہونے کے لئے یہی دن مقرر کر رکھا تھا۔ اُس وقت مسجد اتنی وسیع نہ تھی جیسی آج نظر آتی ہے۔ سب کے بعد حضرت صاحب خود تشریف لائے اور مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 'آسمانی فیصلہ' سنانے کے لئے مقرر کیا۔ لیکن میرے لئے یہ ایک حیرت کا مقام تھا کیونکہ مَیں نے حضرت اقدس کے رُوئے مبارک اور لباس کی طرف دیکھا تو وہ وہی حلیہ تھا اور وہی لباس تھا جس کو ایامِ طالب علمی میں مَیں نے دیکھا تھا۔ حاضرین تو بڑی توجہ سے آسمانی فیصلہ کو سننے میں مشغول تھے اور مَیں اپنے دل کے خیالات میں مستغرق تھا اور فیصلہ کر رہا تھا کہ یہ تو وہی نورانی صورت ہے جس کو طالب علمی کے زمانے میں مَیں نے عالمِ خواب میں دیکھا تھا۔

(روایات حضرت صوفی نبی بخش صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 15 صفحہ 109)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی وفات کے متعلق الہامات ہو رہے تھے اُنہی دنوں کا واقعہ ہے کہ جلسہ سالانہ مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا۔ حضور نے اس جلسہ میں نماز کے بعد متعلق تقریر فرماتے ہوئے سورۃ فاتحہ کی تشریح فرمائی اور عبودیت کے معنی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ عبد جب صحیح طور پر عبودیت کے رنگ سے رنگین ہوتا ہے تو اُس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے ایک لوہے کا ٹکڑا آگ میں پڑ کر آگ کا انگارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صفاتِ الٰہیہ سے عبد متصف ہو جاتا ہے جس طرح کہ وہ لوہا کا ٹکڑا آگ نہیں ہوتا بلکہ اپنی ماہیت میں لوہا ہوتا ہے اور عارضی طور پر آگ کی کیفیت اُس میں سرایت کرتی ہے۔ اسی طرح عبد اپنی حقیقت میں انسان ہوتا ہے لیکن اس میں صفاتِ الٰہیہ کام کر رہی ہوتی ہیں ایسے عبد کا ارادہ اپنا نہیں ہوتا بلکہ الٰہی ارادے کے ساتھ اُس کی تمام حرکات وسکنات وابستہ ہوتی ہیں۔

(روایات حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 14 صفحہ 50)

پس ایسی عبودیت کی تلاش کی کوشش ہر احمدی کو کرنی چاہئے اور یہی حقیقی مومن ہونے کی نشانی ہے اور یہی چیزیں پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری روایت کرتے ہیں کہ غالباً 1906ء کے سالانہ جلسہ کے موقع پر آپ نے اپنی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میری موت اب قریب ہے اور مَیں جب اپنی جماعت کی حالت دیکھتا ہوں تو مجھے اُس ماں کی طرح غم ہوتا ہے جس کا دو تین دن کا بچہ ہے اور وہ مرنے لگے لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر مجھے کامل یقین ہے کہ وہ میری جماعت کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔ یہ ایک دل کا اطمینان ہے۔

(روایات حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 8 صفحہ 68)

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کو پورا فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت روزانہ بڑھ رہی ہے اور بڑھتی چلی جا رہی ہے لیکن صرف تعداد میں بڑھنا ہی کافی نہیں، ہمیں اپنے ایمانوں کی بھی فکر کرنی چاہئے، اپنی روحانیت کی بھی فکر کرنی چاہئے اور اس میں بھی بڑھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ اور اپنے ایمانوں کو اور اپنی نسلوں کے ایمانوں کو بچانے کے لئے ہر وقت اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ نہ صرف یہ ایمان ہمارے تک ہی محدود رہیں بلکہ اپنی اگلی نسلوں میں بھی ہم یہ ایمان پیدا کرنے والے بنیں اور اس کے لئے نیک نمونے قائم کریں تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے ہمیشہ فیض پانے والے بنتے چلے جائیں اور آپ کی فکروں کو دور کرنے والے بنتے چلے جائیں۔ اور یہی چیزیں ہیں جو پھر ہمیں اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھائیں گی اور یہ جو صحابہ کے واقعات میں نے بیان کئے ہیں یہ اصل میں تو اس لئے کئے ہیں تا کہ ہمارے سامنے کچھ نمونے ہوں اور ہمیں مختلف ذریعوں سے پتہ لگے کہ کس طرح صحابہ اپنے عشق و محبت کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کرتے تھے، کس طرح کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کے ساتھ تھا اور کیا وہ روحانی انقلاب تھا جس کے لئے وہ پروانے ہر وقت شمع کے گرد اکٹھے رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے ایمانوں میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں اور کبھی کسی بھی قسم کی ایسی حرکت ہم سے سرزد نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنے۔

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

کرنے والا ہو۔ پس جن ماؤں نے اپنی نسلوں میں اس حقیقی مقصد کی پہچان کروا دی ہے وہ نہ صرف ذاتی طور پر دنیا اور آخرت سنوارنے والی ہیں بلکہ اپنی نسلوں کے مستقبل بھی سنوار رہی ہوتی ہیں۔ نہ صرف خود اُن لوگوں میں شامل ہیں جنہیں خدا تعالیٰ بشارت عطا فرما رہا ہے بلکہ اپنی نسلوں کی بشارت کے سامان بھی پیدا کر رہی ہیں۔

اور پھر فرمایا کہ یہ عبادتیں وقتی اور عارضی نہیں ہوتیں بلکہ ایسے دلوں میں خدا تعالیٰ کی پہچان اور اس کی عبادت کے معیار پیدا ہو جاتے ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ معیاروں کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ تنگی اور آسائش ہر حالت میں وہ خدا تعالیٰ کی حمد کرنے والی ہوتی ہیں۔ ہر انعام جو اُنہیں ملتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل پر اُسے محمول کرتی ہیں نہ کہ اپنی کسی قابلیت پر۔ یہ حمد اَور زیادہ انہیں خدا تعالیٰ کی طرف جھکاتی ہے۔ وہ اُس کی شکرگزار بندی بنتی ہیں۔ اگر کسی وجہ سے نامساعد حالات ہو جائیں، کوئی تکلیف دہ اور پریشانی والے حالات ہو جائیں، پریشانیوں کا دَور لمبا چل جائے تب بھی وہ خدا تعالیٰ سے شکوہ نہیں کرتیں، عبادتوں سے غافل نہیں ہوتیں بلکہ دعاؤں اور صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتی رہتی ہیں۔ اپنے بچوں کو بھی اپنی پریشانی کے حالات میں خدا تعالیٰ کی حمد کرنے سے غافل نہیں ہونے دیتیں۔

بعض دفعہ بعض عورتیں پریشانی کی وجہ سے بڑے مایوس کن الفاظ میں مجھے خط لکھ دیتی ہیں۔ تو مومن عورت کی یہ شان نہیں ہے۔ حقیقی مومنین کو اللہ تعالیٰ صبر اور برداشت کی طاقت عطا فرماتا ہے اور پھر حالات بہتر فرما دیتا ہے بشرطیکہ خدا تعالیٰ کا دامن کسی بھی حالت میں نہ چھوڑیں۔

پھر اللہ تعالیٰ اس آیت میں مومنوں کی ایک یہ نشانی بتاتا ہے کہ وہ خدا کی راہ میں سفر کرنے والے ہیں۔ آپ میں سے اکثریت جو یہاں آئی ہے وہ وہ لوگ ہیں جو اسائلم لے کر یہاں آئے ہیں۔ گو آپ یہاں آکر دنیا کما کر دنیاوی لحاظ سے بہتر ہوئی ہیں۔ مرد بھی کام کر رہے ہیں اور عورتیں بھی بعض جگہ کام کر رہی ہیں۔ لیکن اگر آپ سوچیں تو آپ کے دل یہ گواہی دیں گے کہ اپنے ملک سے باہر نکلنا گو آپ کے لئے دنیاوی فائدے کا موجب بنا ہے لیکن باہر نکلنے کی وجہ دین تھی۔ آپ کے احمدی ہونے کی وجہ سے پاکستان میں حالات آپ پر تنگ ہوئے تو آپ نے ملک سے نکلنے کا سوچا اور پھر یہاں آکر بہت سوں کو اسائلم ملنا شروع ہوا۔ اس لئے کہ یہاں کی حکومت نے آپ کے لئے ہمدردی کے جذبات رکھتے ہوئے آپ کو یہاں رہنے کی اجازت دی۔ بہت سے ایسے ہیں جو حکومت پر بوجھ ہیں یا کسی بھی دنیاوی لحاظ سے اس ملک کے لئے فائدہ مند نہیں لیکن پھر بھی آپ کو یہاں رہنے کی اجازت ہے۔ تو آپ کا یہاں رہنا صرف اس لئے ہے اور حکومت نے آپ کو یہاں کی نیشنیلیٹی یعنی شہریت صرف اس لئے دی ہے کہ بحیثیت فرد جماعت آپ اپنے ملک میں مظلوم ہیں۔ بعض کے بچوں اور خاوندوں کو ذہنی اور جسمانی اذیّتیں دی گئیں۔ پس اس لحاظ سے آپ کا سفر خدا کی خاطر ہے۔ آپ کی ہجرت اس لئے ہے کہ آپ پر یا آپ کے خاوندوں پر یا بچوں پر زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے سختیاں کی گئیں۔ پس اس بات کی آپ خود بھی جگالی کرتی رہیں اور اپنے بچوں کو بھی بتاتی رہیں کہ اس ملک میں آکر جو تمہیں اپنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ مل رہا ہے، بہت ساری سہولتوں سے تم استفادہ کر رہے ہو یہ اس لئے ہے کہ بحیثیت احمدی اپنے ملک پاکستان میں تمہیں محروم رکھے جانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اگر پاکستان میں مخالف حالات نہ ہوتے تو بہت سے احمدی شروع میں یہاں آئے، شائد باہر آنے کا سوچتے بھی نہ اور بہت سوں کو جن کے پاس کوئی پیشہ ورانہ مہارت نہیں ہے، کوئی زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں، کسی پروفیشن میں اچھے نہیں ہیں یا کوئی اور وجہ نہیں جس سے امیگریشن ان کو مل سکے، حکومت پھر ان کو یہاں رہنے کی اجازت نہ دیتی۔ پس یہ بہتر حالات کا انعام جو آپ پر ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں ہجرت کرنے اور سفر کرنے کی وجہ سے دیا۔ اگر یہ سوچ آپ بھی رکھیں گی اور اپنے بچوں میں بھی اس خیال کو پیدا کریں گی کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کی وجہ سے ہمیں خدا تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہمیں ذہنی سکون بھی عطا فرمایا اور مالی کشائش بھی عطا فرمائی۔ اس شکرگزاری کے طور پر ہم اس کی حمد کرنے والی ہمیشہ بنی رہیں گی اور نظام جماعت کے ساتھ بھی پختہ تعلق رکھیں گی، اپنی نسلوں میں بھی اس روح کو پیدا کریں گی کہ جماعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کئے ہیں اس لئے جماعت سے کبھی بے وفائی نہ کرنا۔ تو یقیناً آپ کا اس ملک میں آنا خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن جائے گا جس کا فیض آپ کی نسلیں بھی اٹھاتی چلی جائیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رکوع کرنے والے اور سجدہ کرنے والے حقیقی مومن ہیں۔ اس بارہ میں بھی جیسا کہ مَیں نے کہا کل خطبہ میں بیان کر چکا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنین کی خوبی یہ ہے کہ نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بری باتوں سے روکنے والے ہیں۔ پس یہ پھر آپ کی ایک ذمہ داری بن گئی بلکہ بحیثیت عورت آپ کی دوہری ذمہ داری بن گئی کہ ایک تو یہ کہ اپنی نسل کی تربیت کرنی ہے دوسرے ان کو نیکیوں کے بارہ میں بتانا ہے برائی کے بارہ میں بتانا ہے۔ اُن کو یہ بتانا ہے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے، نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف جانے کے راستے کیا ہیں اور شیطان کی گود میں پڑنے سے بچنے کے طریقے کیا ہیں؟

دوسری بات یہ کہ آپ نے اپنے ماحول میں بھی نیکیوں کو پھیلانا ہے۔ اچھی باتیں اپنے بچوں کو سکھائیں گی تو جہاں اپنے بچوں کو اُن کی ذات کے لئے کارآمد وجود بنا رہی ہوں گی۔ اپنے خاندان کے لئے نیک نامی کا باعث بنا رہی ہوں گی، جماعت کے لئے انہیں مفید وجود بنا رہی ہوں گی، ایک اچھا شہری بناتے ہوئے ملک وقوم کا وفادار بنا رہی ہوں گی وہاں خدا تعالیٰ کے فضلوں کا بھی وارث بنا رہی ہوں گی۔ ماؤں پر تو بچوں کی نگرانی اور ان کی تربیت کا ایک اہم فریضہ اللہ اور اس کے رسول نے سونپا ہوا ہے۔ ایک مومنہ عورت کا بہت زیادہ فرض بنتا ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ دے۔ یہ ایک انتہائی اہم فریضہ ہے جو ایک احمدی ماں کو سرانجام دینا ہے۔ عورت کو اپنے خاوند کے گھر کا نگران بنایا گیا ہے، بچوں اور بچیوں کی تربیت کرنا اس لحاظ سے ماں کا فرض ہے۔ اچھی تربیت بچوں کو جنت کا اہل بنا دیتی ہے اور اگر اچھی تربیت نہ کی جائے تو وہی بچے برائیوں میں ملوث ہو کر اپنے آپ کو اس دنیا میں بھی جہنم میں جھونک رہے ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد پھر اللہ بہتر جانتا ہے ان کے ساتھ کیا سلوک ہو۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ برائیوں کے، بدیوں کے پھر بدنتائج نکلتے ہیں۔ یہاں اس ماحول میں بچوں کو اگر شروع ہی سے برے بھلے کی تربیت نہ دی جائے تو بڑے ہو کر بچے پھر بات نہیں سمجھ سکتے۔

مَیں نے امریکہ میں بھی ایک مثال دی تھی اور یہ بڑی اہم بات ہے خاص طور پر بچیوں کی تربیت کے لئے۔ وہاں کے ایک عہدہ دار نے مجھے کہا کہ آپ پردے پر بڑا زور دیتے ہیں۔ مغربی معاشرہ میں ہم کس طرح اسے لاگو کر سکتے ہیں۔ بعض بچیاں بات نہیں مانتیں۔

تو پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مَیں نہیں کہتا۔ قرآن کریم کا یہ حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے۔ اور اگر اس حکم کو نہیں مان رہیں یا اس پر اچھی طرح عمل نہیں ہو رہا تو وہ میری نافرمانی نہیں کر رہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کر رہی ہیں۔

دوسرے یہ کہ مَیں نے انہیں کہا تھا کہ مغربی ماحول یا سکول اور اس قسم کے الفاظ کا نعرہ جو تم لوگ لگاتے ہو کہ اِن کے ہوتے ہوئے کس طرح ہم یہ اسلامی حکم کو لاگو کریں، اسلامی شعار کو لاگو کریں تو یاد رکھیں کہ خدا جو غیب کا علم رکھنے والا ہے اُسے آج کے حالات بھی پتہ تھے اور آج سے ایک ہزار سال بعد کے حالات بھی پتہ ہیں کہ کیا ہونے ہیں۔ بلکہ قیامت تک اور اس کے بعد بھی جو انسان کے ساتھ ہونا ہے سب اس عالم الغیب خدا کے علم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو ہلاک نہ کرو، وہ اس لئے فرمایا کہ بعض لوگ اپنے فرائض بھول جائیں گے اس زمانہ میں، ان کو بھی یاددہانی ہوتی رہے۔ اپنی خواہشات کی پیروی کی طرف زیادہ نظر ہوگی۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی بجائے ترجیحات اُلٹ ہو جائیں گی اس زمانہ میں۔ جس فیشن کو وہ وقت کی ضرورت سمجھتے ہیں یا اس کو وقت کی ضرورت سمجھتے ہوئے ایسی بچیاں اختیار کریں گی اور ایسی عورتیں اور کمزوری دکھائیں گی وہی ان کے لئے اور ان کی اولادوں کے لئے ہلاکت کا باعث بن جائے گی۔ جو مائیں بچپن سے ہی اپنے بچوں کے لباس کا خیال نہیں رکھیں گی وہ بڑے ہو کر بھی ان کو سنبھال نہیں سکیں گی۔ بعض بچیوں کی اُٹھان ایسی ہوتی ہے کہ دس گیارہ سال کی عمر کی بچی بھی چودہ پندرہ سال کی لگ رہی ہوتی ہے۔ ان کو اگر حیا اور لباس کا تقدّس نہیں سکھائیں گی تو پھر بڑے ہو کر بھی ان میں یہ تقدس کبھی پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ چاہے بچی بڑی نہ بھی نظر آ رہی ہو، چھوٹی عمر سے ہی اگر بچیوں میں حیا کا یہ مادہ پیدا نہیں کریں گی اور اس طرح نہیں سمجھائیں گی کہ دیکھو تم احمدی ہو، تم یہاں کے لوگوں کے ننگے لباس کی طرف نہ جاؤ تم نے دنیا کی راہنمائی کرنی ہے، تم نے اس تعلیم پر عمل کرنا ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہے اس لئے تنگ جینز اور اس کے اوپر چھوٹے بلاؤز جو ہیں ایک احمدی بچی کو زیب نہیں دیتے۔ تو آہستہ آہستہ بچپن سے ذہنوں میں ڈالی ہوئی بات اثر کرتی جائے گی اور بلوغت کو پہنچ کر حجاب یا سکارف اور لمبا کوٹ پہننے کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہو جائے گی۔ ورنہ پھر ان کی یہی حالت ہوگی جس طرح بعض بچیوں کی ہوتی ہے۔ مجھے شکائتیں ملتی رہتی ہیں دنیا سے اور یہاں سے بھی کہ مسجد میں آتے ہوئے، جماعتی فنکشن پر آتے ہوئے تو سر ڈھکا ہوا ہوتا ہے، لباس بڑا اچھا پہنا ہوا ہوتا ہے اور باہر پھرتے ہوئے سر پر دوپٹہ بھی نہیں ہوتا بلکہ دوپٹہ سرے سے غائب ہوتا ہے، سکارف کا تو سوال ہی نہیں۔

پس مائیں اگر اپنے عمل سے بھی اور نصائح سے بھی بچیوں کو توجہ دلاتی رہیں گی، یہ احساس دلاتی رہیں گی کہ ہمارے لباس حیادار ہونے چاہئیں اور ہمارا ایک تقدس ہے تو بہت سی قباحتوں سے وہ خود بھی بچ جائیں گی اور ان کی بچیاں بھی بچ جائیں گی۔ اگر ہم اپنے جذبات کی چھوٹی چھوٹی قربانیوں کے لئے تیار نہیں ہوں گے تو بڑی بڑی قربانیاں کس طرح دے سکتے ہیں۔

پھر اسی طرح ماؤں نے لڑکوں کی تربیت بھی کرنی ہے۔ انہیں بھی اچھے اور بُرے کی پہچان سکھانی ہے۔ بعض بچے غلط قسم کی صحبت میں جا کر برباد ہو رہے ہیں اور ماں باپ ان کی حرکتوں پر پردہ ڈالتے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی ان تک ان نوجوانوں کی، ان کے بچوں کی شکایت کر دے تو بُرا مان جاتے ہیں حالانکہ وہ ان کے اپنے فائدہ کے لئے ہے۔ ان کے بچے بگڑ رہے ہوتے ہیں۔ بعد میں پھر روتے ہیں، خط لکھتے ہیں، دعا کے لئے کہتے ہیں۔ تو شروع سے ہی اپنے گھروں کی حالت کو دیکھنا ایک ماں کا کام ہے۔ اور ایک احمدی ماں کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ اگر تربیت اچھی نہیں کر رہیں تو نہیں جانتیں کہ یہ لاڈ نہیں ہے جو اُس بچے کے ساتھ کیا جا رہا ہے بلکہ ایسی مائیں پھر قتلِ اولاد کی مرتکب ہو رہی ہوتی ہیں۔ پس مومن کی جو اللہ تعالیٰ نے یہ نشانی بتائی ہے کہ معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں وہ یہی معروف ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال قرآن کریم میں ہمارے سامنے رکھے ہیں، احکامات رکھے ہیں نیک اعمال کے، ان کو اختیار کیا جائے اور وہ تمام باتیں منکر ہیں جن کے نہ کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور ایک ماں اور ایک بیوی یہ عمل

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کرکے اگر وہ صحیح طرح تربیت کررہی ہے تو اس امانت کا بھی حق ادا کررہی ہوتی ہے جو اس کے سپرد ہے اور اپنی نسلوں کی حفاظت بھی کررہی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (سورۃالمؤمنون:9) کہ وہ لوگ جو کامل مومن ہیں اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھتے ہیں۔ پس یہ بچے صرف آپ کے بچے نہیں، یہ جماعت کی امانت ہیں۔ ان کی صحیح تربیت کرنا، ان کو نیکیوں کی طرف توجہ دلانا، ان کو برائیوں کے بھیانک انجام بتا کران سے بچانا آپ کی ذمہ داری ہے۔ بعض ماؤں کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ ماؤں کا عارضی لاڈ پیار جو ہے کس قدر بھیانک انجام پر منتج ہوتا ہے۔

پھر بحیثیت احمدی اپنے ماحول میں بھی نیکی کو پھیلانے اور برائیوں کو روکنے کی ایک احمدی عورت کی ذمہ داری ہے۔ آپ کے اپنے کردار اور اعمال سے ماحول میں جماعت کا اثر قائم ہونا ہے اور ہوتا ہے۔ اس لئے ہر احمدی عورت کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہاں کے بہتر حالات اُسے اس بات سے غافل نہ کردیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو کماحقّہ ادا نہ کرے یا ادا کرنے کی کوشش نہ کرے۔ احمدیت کا پیغام پہنچانے کا فریضہ آپ اس وقت تک صحیح طور پر سرانجام نہیں دے سکیں گی جب تک آپ اپنے آپ کو بھی ان تمام نیکیوں کا عملی نمونہ نہیں بنائیں گی جو قرآن کریم نے بیان فرمائیں اور ان تمام برائیوں سے نہیں بچیں گی جن سے بچنے کا قرآن کریم نے حکم دیا ہے۔ جب تک آپ کے دل ہر قسم کے کینوں اور بغضوں سے ایک دوسرے کے لئے پاک نہیں ہوں گے۔ جب تک نظام جماعت کی اطاعت اور فرمانبرداری میں آپ آگے سے آگے قدم بڑھانے کی کوشش نہیں کریں گی اس وقت تک آپ اپنے فرائض ادا نہیں کررہی ہوں گی اور یہی اس آخری حکم کا بھی مطلب ہے جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن وہ ہیں، یہ خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے ایمان کو خداتعالیٰ پیار کی نظر سے دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کی حدود وہ ہیں جن میں نیکیاں پنپ رہی ہیں، جن میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معیار بلند ہورہے ہیں۔ پس ان حدود کی حفاظت کرنا ہر مومن کے لئے ضروری ہے، چاہے وہ عورت ہو یا مرد۔ اور پھر ایسے لوگوں کی حفاظت خداتعالیٰ خود فرماتا ہے۔ پھر شیطان کے حملے سے ایسے لوگ محفوظ رہتے ہیں، ان کی نسلیں محفوظ رہتی ہیں۔ پھر دنیا کی دلچسپیاں انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حدود کیا ہیں۔ ایک حقیقی مومن جانتا ہے اور ایک حقیقی مومنہ جانتی ہے کہ وہ لائن کہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں نیکیوں کے لبادہ میں شیطان کھڑا ہے۔ آدم اور حوا کو بھی شیطان نے نیکی کے دھوکہ ہی سے ورغلایا تھا۔ انہوں نے اگر غلطی کی تھی تو اس سوچ کے ساتھ کہ دائمی جنت کے وارث بنے رہیں۔

پس ہر عورت اور ہر ہوشمند بچی اس بات کا خیال رکھے کہ اس معاشرہ میں تعلیم اور عقل اور روشن خیالی کے نام پر بہت سے شیطان ورغلانے کے لئے کھڑے ہیں۔ اگر ہر احمدی عورت اور لڑکی نے اپنی ذمہ داری کو نہ پہچانا، اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کے لئے ہر وقت ہوشیار نہ رہی تو شیطان ان حدود میں داخل ہوکر ان کی دنیا و آخرت برباد کرنے کی کوشش کرے گا۔ پس شیطان سے بچنے کے لئے توبہ استغفار، نماز اور دوسرے نیک اعمال کو ایک کوشش سے بجالانے کی کوشش کریں تاکہ اللہ کی حدود پر آپ ہر وقت چوکس کھڑی رہیں۔ نہ ہی نیکی کے نام پر شیطان آپ کو کبھی ورغلا سکے، نہ ہی دنیاوی لذت اور چمک دکھا کر شیطان آپ کو اپنے مقصدِ پیدائش سے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت سے غافل کرسکے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مومنوں کو ایک جگہ مخاطب ہوکر، ہوشیار کرتے ہوئے یوں فرماتا ہے کہ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (سورۃ آل عمران:201) کہ اے مومنو! صبر سے کام لو اور صبر دکھاؤ اور سرحدوں کی نگرانی رکھو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''رباط لغت میں نفس اور انسانی دل کو بھی کہتے ہیں''۔ فرمایا: ''یہ اشارہ اس امر کی طرف بھی ہے کہ انسانوں کے نفوس یعنی رباط بھی تعلیم یافتہ ہونے چاہئیں۔ اور ان کے قویٰ اور طاقتیں ایسی ہونی چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کی حدود کے نیچے چلیں۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتو وہ اس حرب اور جدال کا کام نہ دے سکیں گے جو انسان اور اس کے خوفناک دشمن یعنی شیطان کے درمیان اندرونی طور پر ہر لحظہ اور ہر آن جاری ہے۔ جیسا کہ لڑائی اور میدانِ جنگ میں علاوہ قوائے بدنی کے تعلیم یافتہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح اس اندرونی حرب اور جہاد کے لئے نفوس انسانی کی تربیت اور مناسب تعلیم مطلوب ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شیطان اس پر غالب آجائے گا اور وہ بہت بری طرح ذلیل اور رسوا ہوگا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 35۔ ایڈیشن 2003ء ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس اس زمانے میں جو جنگ شیطان کے ساتھ ایک مومن کی ہے یہ ایک ایسی جنگ ہے جس میں ہر مرد، عورت، بچے بوڑھے نے لازماً حصہ لینا ہے ورنہ ایمان خطرے میں پڑسکتا ہے۔ پس اس کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اندرونی حرب اور جہاد کے لئے یعنی جنگ کے لئے نفوسِ انسانی کی تربیت اور مناسب تعلیم کی ضرورت ہے۔ یعنی ایسا جہاد جو نفس کی پاکیزگی کا جہاد ہے اِس کے لئے تربیت اور تعلیم کی ضرورت ہے۔ ورنہ جس طرح ایک غیر تربیت یافتہ فوجی میدانِ جنگ میں شکست کھا جاتا ہے، مومن بھی شیطان سے شکست کھا جائے گا۔ اور تعلیم اور تربیت کس طرح کرنی ہے؟ یہ تعلیم ہم نے قرآن کریم سے حاصل کرنی ہے۔ اور پھر اس تعلیم کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے جس سے ہمارا تزکیۂ نفس ہو۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت اُس وقت ہوگی جب حدود کا بھی پتہ ہو۔ اور ان حدود کا پتہ چلتا ہے قرآن کریم سے۔

پس ہر گھر میں قرآن کریم کے پڑھنے کو رواج دینا اور اس کا مطلب سمجھنا، ترجمہ پڑھنا اور پھر اس پر عمل کرنا جس سے حقیقی تعلیم اور تربیت کا مقصد پورا ہو سکے یہ ضروری ہے۔ جس سے پھر تزکیۂ نفس ہوگا اور جس سے اللہ تعالیٰ شیطان کے خلاف جنگ میں پھر اپنے فضل سے کامیابیاں عطا فرمائے گا۔ پس مائیں خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ دلائیں۔ گو جماعتی نظام اور ذیلی تنظیمیں مردوں کے سپرد یہ کام کرتی ہیں لیکن گھر کی اصلی نگران جیسا کہ مَیں نے کہا عورت ہے۔ اگر اس کی کوشش شامل نہیں ہوگی تو کبھی خاطرخواہ نتیجہ پیدا نہیں ہوسکے گا۔ پس خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی حدود کی پہچان کروائیں اور پھر اس کی حفاظت کے لئے مسلسل کوشش کریں۔ یہی ایک چیز ہے جو پھر اگلی نسلوں کے محفوظ مستقبل کی ضمانت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کے لئے، شیطان کے حملوں سے بچنے کے لئے ایک بہترین فوج آپ تیار کررہی ہوں گی۔ وہ نسلیں اپنے بعد چھوڑ کر جائیں گی جو مومنین کی اس جماعت میں شامل ہوں گی جنہیں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی حسنات کی بشارت دیتا ہے۔ اس زمانہ میں مومنین کی ایسی ہی یا یہی جماعت پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا ہے۔ پس جہاں ہم اپنے آپ کو جماعت میں شامل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک کو اس فوج میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے جو شیطان کے خلاف کھڑا ہوکر سرحدوں کی حفاظت کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو کس طرح دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

''چاہئے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی تمہارے اخلاق عادات پابندئ احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ سے ٹھوکر کھاتا ہے''۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 518۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ایک موت اختیار کرے، نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب پر مقدم رکھے''۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ 458۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آجکل کے دَور میں نفسانی اغراض بہت زیادہ غالب آنے کی کوشش کرتی ہیں۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ نفسانی اغراض کے ذریعہ شیطان انسان کے اندر گھسنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا ان اغراض کی وجہ سے شیطان تیزی سے انسان کی رگوں میں دوڑنے لگتا ہے۔ پس اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اللہ کو مقدم سمجھیں، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں، عبادتوں میں بھی طاق ہوں، بڑھیں اور دوسری نیکیوں میں بھی قدم آگے بڑھائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ اپنے آپ میں بھی اور اپنی نسلوں میں بھی ایک انقلاب پیدا کرنے والی بن جائیں۔ دنیاوی خواہشات آپ کو ہیچ نظر آنے لگیں اور ان مومنات میں شامل ہو جائیں جنہیں خداتعالیٰ نے بشارت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت نیکیوں میں بڑھنے والی، جماعت سے تعلق رکھنے والی اور خلافت سے وفا کرنے والی ہیں۔ اپنے ساتھ اُن کمزوروں کو بھی ملائیں جو اس پر عمل کرنے والی نہیں ہیں۔ یہ آپ میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔ نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ایک یہ بھی ہے کہ اپنے ماحول میں اپنے اردگرد بھی نظر رکھیں۔ اپنوں کو بھی سمجھائیں اور غیروں کو بھی سمجھائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ خلافت احمدیہ کے قیام واستحکام کے لئے بھرپور کوشش کرنے کی اس روح کو اپنی نسلوں میں بھی پیدا کریں جو ایک مومن کے لئے ضروری ہے جس سے خلافت کے انعام کی آپ مستحق بنتی چلی جائیں گی تاکہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام سے فیض یاب ہوتے چلے جائیں۔ آج اگر عورتوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھ لیا تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ نسلوں کی بہتری کے لئے اور آپ کی نسلوں میں خلافت کے انعام کے جاری رہنے کے لئے آپ ایک ضمانت بن جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کرلیں۔

✡✡✡✡✡✡

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

ایک تاکیدی ارشاد

''نمازوں کے اوقات میں جیسا کہ خداتعالیٰ کا حکم ہے پوری توجہ نمازوں کی طرف رکھو۔ تمہارے کام یا تمہارے دوسرے عذر تمہیں نمازیں پڑھنے سے نہ روکیں۔ کام کی خاطر نماز کو نہ چھوڑو بلکہ نماز کی خاطر کام کو چھوڑو۔ ورنہ یہ بھی ایک مخفی شرک ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29/اپریل 2005ء)

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,

Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,

Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005

Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 16

اور اُن کی تعلیم کے مطابق بھی حقوق دیئے۔ جب ہر ایک سے عدل اور انصاف کے ساتھ سلوک کیا جائے اور اس کے حقوق ادا کئے جائیں تو پھر گورنمنٹ مستحکم طریق سے، بغیر کسی رکاوٹ کے چلتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مذہب کسی کا حق مارنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مَیں اس لئے آیا ہوں کہ بندے کا خدا سے تعلق قائم کروں۔ انسان اپنے خدا کو پہچانے اور دوسرا یہ کہ ایک انسان دوسرے انسانوں کے حقوق ادا کرے۔ جب ایک خدا کے قائل ہوں گے اور دوسروں کے حقوق عدل و انصاف کے ساتھ ادا کریں گے تو پھر حکومت smoothly چلے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ صرف مسلمان ممالک میں ہی ایسا نہیں ہو رہا کہ حکومت سے چمٹ کر ہی بیٹھ گئے ہیں باوجود اس کے کہ انتخابات میں شکست بھی ہوئی ہے۔ آئیوری کوسٹ، یوگنڈا، زمبابوے وغیرہ افریقن ممالک میں بھی ایسا ہے۔ یہاں بھی ڈکٹیٹر شپ بیٹھی ہوئی ہے اور اپنی حکومت بچانے کے لئے ناجائز طور پر اپنی مخالف پارٹیوں پر ظلم کرتے ہیں اور بعض جگہ تو اپوزیشن پر پولیس نے فائر بھی کھول دیا۔ تو کیا یہ ڈیموکریسی ہے؟ کیا یہ جمہوریت ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ جمہوریت جب تک اصولوں پر نہیں چلے گی۔ جب تک ڈبل سٹینڈرڈ ہوگا اور دوہرے معیار ہوں گے تو پھر وہی کچھ ہوگا جو اس وقت بعض عرب ممالک اور دوسرے ممالک میں ہو رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مذہب پر الزام نہ دیں۔ مَیں افسوس سے کہتا ہوں کہ یورپین پاورز (Europeon Powers) ڈیموکریسی کو چلنے نہیں دے رہیں۔ دوہرے معیار ہیں اور ڈبل سٹینڈرڈ ہیں۔ یمن، بحرین کو تو آپ لوگ سپورٹ کر رہے ہیں لیکن مصر اور دوسری جگہوں پر نہیں۔ اس لئے ایک ہی معیار رکھیں تو پھر جمہوریت بھی رہے گی اور امن بھی قائم ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: UNO کی تاریخ بتاتی ہے کہ عدل، انصاف نہیں ہے سوائے ایک دو موقعوں پر۔ اس لئے UNO تو اپنے مقاصد میں فیل ہو چکی ہے۔ اب جو صورت نظر آرہی ہے وہ یہ ہے کہ تیسری جنگ عظیم کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔ اس جنگ کی طرف ہی آگے بڑھ رہے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہماری کمیونٹی مصر، سیریا، عراق، لبنان، یمن، کویت اور تیونس وغیرہ میں ہے۔ ہم اب دنیا کے 198 ممالک میں ہیں، بعض جگہ زیادہ بڑی تعداد میں ہیں اور بعض جگہ کم تعداد میں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جرمنی میں ہمارے پاکستانی احمدی بہت زیادہ ہیں جبکہ جرمن احمدیوں کی تعداد بہت کم ہے لیکن ہمارے یہاں کے نیشنل صدر عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب جرمن ہیں جو آپ کے سامنے بیٹھے ہیں۔ مذہب اور قوموں کی تفریق جماعت میں نہیں ہے۔ یہ مثال آپ کے سامنے ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کبابیر (حیفا) میں بھی ہماری جماعت ہے۔ ہم پُرامن ہیں، گورنمنٹ سے اچھے تعلقات ہیں، حکومت ہماری کمیونٹی کے صدر کو اپنے بعض خاص پروگراموں میں مدعو کرتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے ہر جگہ اچھے ریلیشنز اور تعلقات ہیں۔ فلسطین میں بھی اچھے تعلقات ہیں۔

یہودی مہمان Mr. Sammy نے کہا کہ یہاں ہمبرگ میں جو مذہبی جگہیں ہیں چرچ ہیں اور دوسرے مذہبی معابد ہیں وہ لوگوں سے خالی ہوتے ہیں بہت کم لوگ ان میں جاتے ہیں۔

مسجد بیت العافیت، لیوبک کا ایک خوبصورت منظر

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ ہماری ڈیوٹی ہے کہ ہم لوگوں کو مذہب کے قریب لائیں۔ لوگ اب یہ دیکھتے ہیں کہ مذہبی لوگوں کا بھی ڈبل سٹینڈرڈ ہے اور وہ صحیح طور پر مذہب سے سلوک نہیں کر رہے، ان کے بھی دوہرے معیار ہیں۔

اس پر موصوف نے کہا کہ اب لوگوں کو مذہب کی طرف لانا، عبادتگاہوں کی طرف لانا بہت مشکل ہے، ممکن نظر نہیں آتا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ مشکل ہے لیکن مَیں کہتا ہوں کہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ انشاء اللہ ایک دن یہ سب آئیں گے اور انشاء اللہ خدا کی مدد کے ساتھ یہ آئیں گے۔

مہمانوں میں سے ایک نے عرض کیا کہ انٹرنیٹ کی طرف بہت زیادہ رجحان ہے، اس نے سارے ماحول کو خراب کیا ہوا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس کا ایک یہ حل ہے کہ ان کو انٹرنیٹ سے زیادہ دلچسپی والی چیزیں دیں یا انٹرنیٹ کے اندر کوئی بہترین مذہبی چیز مہیا کریں جو برائی کو چھوڑ کر ان کو اچھائی کی طرف مائل کردے اور اخلاقی لحاظ سے بہتری ہو۔ نیز اپنے گھروں کے ماحول بہتر کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ دنیا میں ایک سروے ہوا ہے کہ کتنے لوگ یقین رکھتے ہیں کہ خدا ہے۔ جو نتیجہ سامنے آیا ہے اس کے مطابق 90 فیصد امریکن یقین رکھتے ہیں کہ خدا ہے، پچاس فیصد یورپین یقین رکھتے ہیں کہ خدا ہے جبکہ 38 فیصد برٹش خدا کے وجود پر یقین رکھتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو ایک چیلنج ہے اسے قبول کریں اور لوگوں کو ایک خدا کے وجود کا قائل کریں، خدائے واحد کی طرف لائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ بتانا چاہئے اور پڑھانا چاہئے اور باقاعدہ تعلیم دینی چاہئے کہ خدا موجود ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں ہمیشہ والدین کو کہتا ہوں کہ آپ اپنا نمونہ قائم کریں، آپ کے بچے آپ کو follow کریں گے۔ اس لئے والدین کو نمونہ بننا چاہئے اور خدا کے وجود کا قائل ہونا چاہئے۔

Dr. Till Stefen نے بتایا کہ مَیں نے اپنے گھر میں کوشش کی ہے۔ جب مَیں نے اپنی تعلیم کے مطابق، بائبل کے مطابق بچوں کو بتایا تو اُن میں شوق پیدا ہوا اور انہوں نے بائبل کا مطالعہ کیا اور مَیں نے بچوں سے خدا کے وجود کے بارہ میں پوچھا اور فیصلہ اُن پر چھوڑا تو بچوں نے کہا کہ ہاں خدا موجود ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بس یہ ضروری ہے کہ پہلے یہ realise کرلیں کہ ایک خدا ہے پھر جس مذہب کو منتخب کریں، کرنے دیں کیونکہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ خواہ کوئی مذہب ہو لیکن ایک خدا کے وجود کے قائل ہوں۔

گرین پارٹی کے ممبر Dr. Till Stefen نے کہا کہ ہم کل کے پروگرام کے لئے پارلیمنٹ ہاؤس میں آپ کا استقبال کریں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے تعاون کا شکریہ!

موصوف نے حضور انور کو بتایا کہ جاپان میں نیوکلیئر کے معاملہ کی وجہ سے جرمن چانسلر نے جرمنی میں نیوکلیئر کا معاملہ روک دیا ہے اور جرمنی پہلا ملک ہوگا جو بغیر اٹامک پاور کے ہوگا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو خوشی ہوگی کہ کل میرا خطاب اسی پر ہوگا۔ مَیں بتاؤں گا کہ تباہی کو کیسے روکا جاسکتا ہے۔

یہودی مہمان Mr. Sammy نے بیان کیا کہ جماعت احمدیہ کا جرمن زبان میں ترجمہ قرآن سب سے اچھا ہے اور باقی سب تراجم سے اعلیٰ معیار کا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ دوسرے مسلمان جو ہمارے مخالف ہیں وہ ہمارا ترجمہ لے کر فروخت کرتے ہیں اور شروع میں وہ صفحات تلف کردیتے ہیں جہاں ہمارا تعارف وغیرہ موجود ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب تک ہم 70 زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کرچکے ہیں اور 110 زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات کے تراجم شائع کرچکے ہیں۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ جیسے جو تعلیم یافتہ لوگ ہیں ان کو یہ سب غلط فہمیاں دُور کرنی چاہئیں۔

نو بج کر پینتیس منٹ پر یہ ملاقات ختم ہوئی۔ ان مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

مسلمان مصری پروفیسر ڈاکٹر محمد خلیفہ نے باقاعدہ درخواست کرکے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک علیحدہ تصویر بنوائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

تقریب آمین

دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت الرشید کے بڑے مردانہ ہال میں تشریف لائے جہاں پروگرام کے مطابق آمین کی تقریب ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 13 بچوں اور 15 بچیوں سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور آخر پر دعا کروائی۔ بچوں کے اسماء درج ذیل ہیں:

عزیزم عدنان احمد، فرید فاروق، شازیب احمد، اسد محمود بٹ، عبدالنور شیروان، ملک نفاست احمد، عمیر عمر نواز، ولید رشید الدین، یونس لطیف حیّ، عدنان احمد خان، رغیب احمد بٹ، شہروز احمد اور امن احمد۔

جن بچیوں نے اس تقریب میں شرکت کی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سے قرآن کریم سنا، اُن کے اسماء درج ذیل ہیں:

عزیزہ عالیہ حیات، صوفیہ عطاء، ثناء شاہد، مہرین احمد، لبیقہ زاہد، ونیزہ گوہر شاہد، حما اعجاز، مہرین احمد، صوفیہ بسال احمد، ماوراء محمود، خلّت رحمان، سائرہ اقبال، ماریہ رؤف، غزالہ محمود، سویرا اقبال۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

لیوبک (Lubeck) کے مقامی اخبار میں مسجد کے افتتاح کی خبر

لیوبک (Lubeck) کے ایک مقامی اخبار "Lubecker Nachrichten" کا نمائندہ مسجد کے افتتاح کے موقع پر موجود تھا۔ اس نے تصاویر بھی بنائیں۔ اس نے افتتاح کی جو خبر شائع کی وہ درج ذیل ہے۔ حضور انور کی تصویر بھی شائع کی جس میں حضور انور تختی کی نقاب کشائی فرما رہے ہیں۔ اخبار نے اپنی 15 جون 2011ء کی اشاعت میں درج ذیل عنوان کے ساتھ مسجد کے افتتاح کی خبر دی:

”لیوبک میں مسجد مع منار کا افتتاح“

Genin میں جو کہ لیوبک کا ایک Industrial area ہے، سوموار والے دن احمدیہ جماعت کی عبادت گاہ کا افتتاح ہوا۔ اس جماعت کے خلیفہ جو کہ ان کے روحانی سربراہ ہیں بنفس نفیس لندن سے تشریف لائے۔

Genin کے Industrial Area میں عربی اثرات اُبھر کر سامنے آرہے ہیں۔ نظر دوڑائی جائے تو ایک لمبا سفید منار نظر آرہا ہے، جس کے پیچھے مسجد کا سفید گنبد ہے۔

ترجمان مسلم جماعت احمدیہ کا بیان ہے: ”یہ ہمارے لئے ایک ایسی آرزو تھی جو آج پوری ہوئی۔ یہ

مسجد بہت شاندار ہے''۔

مسجد کے باغیچوں میں تازہ پھول کھلنے کی مہک آرہی ہے۔ اس 400 مربع میٹر کی مسجد کو تعمیر کرنے کا دورانیہ دوسال کا تھا۔ جس پر اخراجات کی قیمت کل چھ لاکھ یورو بنتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد بیت العافیت، لیوبک کے افتتاح کے موقع پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی کرتے ہوئے

لیوبک میں کل گیارہ ہزار مسلمان مقیم ہیں۔ 170 افراد پر مشتمل جماعت لیوبک اس روز اپنی پہلی مسجد کا افتتاح کر رہی ہے۔ لیوبک میں مزید پانچ مساجد ہیں جن کی شکل مسجد جیسی نہیں بلکہ ایک عام عمارت کی شکل رکھتی ہیں۔ لہٰذا ''بیت العافیت'' اِن پانچ مساجد کے برعکس پہلی مسجد ہے جس کی عمارت بھی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد بیت العافیت، لیوبک کے افتتاح کے موقع پر احباب جماعت سے خطاب فرما رہے ہیں

ایک مسجد کی شکل رکھتی ہے۔

لیوبک جماعت کے افراد و خواتین کے لئے یہ دن ایک عید کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ مردوں نے ٹوپیاں پہنی ہوئی ہیں اور عورتیں حجاب اوڑھے ہوئے ہیں اور بچے بھاگ دوڑ میں مصروف ہیں۔ ان کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد کی آمد لندن سے متوقع ہے۔ آپ احمدیوں کے لئے ویسی ہی اہمیت رکھتے ہیں جیسی پوپ اپنے کیتھولک مریدوں کے لئے رکھتا ہے۔ اللہ اکبر کے بلند نعروں سے جماعت کے سربراہ کا استقبال کیا جارہا ہے۔ ایک گاڑھے رنگ کی مرسڈیز میں آنے والے خلیفہ کے سر پر ایک سفید پگڑی ہے۔ پھر مسجد کی اندرون میں نماز ادا کرنے کے لئے لے جایا جاتا ہے اور مرد و خواتین کی تقسیم کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ خلیفۃ المسیح مردوں کے سامنے کھڑے خطاب فرما رہے ہیں۔ بیک وقت مستورات اپنے بچوں سمیت سکرین کے ذریعہ اس خطاب کو براہ راست دیکھ اور سن رہی ہیں۔ آپ اپنے خطاب میں فرماتے ہیں کہ مسجد جماعت کے احباب و خواتین کو، اس کے ماحول میں رہنے والوں کو اور انسانیت کو حفاظت کی ضمانت دیتی ہے۔ اور یہی مفہوم اس مسجد کے نام میں پایا جاتا ہے یعنی کہ بیت العافیت۔ اور حفاظت ہی کی احمدیہ جماعت کو خاص طور پر ضرورت ہے۔ کیونکہ اکثر عرب ممالک میں اس فرقہ کی تحقیر کی جاتی ہے۔ 1974ء میں پاکستانی گورنمنٹ کے تحت جماعت احمدیہ کو اپنے وطن میں ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ملّت اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ اختلاف یہ ہے کہ احمدیوں نے حضرت مرزا غلام احمد کو مسیح و مہدی مان لیا کہ یہی وہ مسیح و مہدی ہے جس کے آنے کی خبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی جبکہ باقی تمام مسلمان ابھی تک اس کے منتظر ہیں۔ اس کے علاوہ احمدی ہتھیاروں کے ساتھ جہاد اور شدّت پسندی کے خلاف ہیں۔ اور اپنے دائرہ میں عورتوں کے حقوق کو جس حد تک ممکن ہے برقرار رکھا ہے اور احمدی تعلیم کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔

مسجد کے احاطہ میں کھڑی گاڑیوں پر مختلف sticker لگے ہیں جن پر مذہبی اقوال درج ہیں۔ مثلاً ''دین میں کوئی جبر نہیں'' یا ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''۔ آخر الذکر احمدیوں کا ماٹو ہے جس کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کی عداوت ان کے حصہ میں آئی۔ مگر احمدیت بڑھتی چلی جارہی ہے۔ امسال جرمنی میں پانچ مزید مساجد کا افتتاح متوقع ہے۔ ہمبرگ، کیل، ہنوور، میونسٹر اور اوسنابرک میں بھی ان کی مساجد موجود ہیں۔ سرکاری اداروں سے ان کے کم ہی اختلافات ہوتے ہیں''۔

14/جون بروز منگل 2011ء:

صبح تین بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرشید میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج بھی ہمبرگ شہر کے تمام حلقوں سے ایک بڑی تعداد میں آنے والے احباب وخواتین نے حضور انور کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی۔

احباب جماعت اپنے پیارے آقا کی اقتداء میں نماز مغرب وعشاء ادا کرکے رات ساڑھے دس بجے مسجد سے روانہ ہوکر گیارہ، ساڑھے گیارہ بجے تک اپنے گھروں کو پہنچتے ہیں اور پھر چند ہی گھنٹوں کے بعد تین، سوا تین بجے نماز فجر کی ادائیگی کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں۔ خواتین، بچیاں اور بچے سبھی مسجد کی طرف رواں دواں نظر آتے ہیں۔ ان کے اٹھنے، بیٹھنے، جاگنے سونے کے اوقات بدل گئے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کے قدم جہاں پڑتے ہیں وہاں کی سرزمین اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کا مورد بن جاتی ہے۔ ہر کسی کے چہرے پر خوشی و مسرّت، طمانیت اور راحت وسکون نظر آتا ہے اور دل تسکین پاتے ہیں اور آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں ہم سب کے لئے مبارک فرمائے جو ہمیں ایک نئی روحانی زندگی عطا کر گئی ہیں۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ پروگرام کے مطابق صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

فیملی ملاقاتیں

آج پچاس فیملیز کے 192 افراد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ہمبرگ اور اردگرد کی جماعتوں کی فیملیز کے علاوہ کینیڈا سے آنے والی ایک فیملی نے بھی ملاقات کا شرف پایا۔

نومبائع اور زیر تبلیغ خواتین کی گروپ ملاقاتیں

علاوہ ازیں نومبائع خواتین کے ایک گروپ اور زیر تبلیغ خواتین کے ایک گروپ نے بھی ملاقات کی سعادت پائی۔

اخبار کا انٹرویو

ملاقاتوں کے دوران ہمبرگ سے شائع ہونے والے اخبار "Hamburger Abedblatt" کے نمائندہ نے دفتر آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے انٹرویو لیا جو اس اخبار نے اپنی 15/جون 2011ء کی اشاعت میں شائع کیا۔ اس کی تفصیل رپورٹ کے آخر پر درج ہے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا دو بجے دوپہر تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''بیت الرشید'' تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائی اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

ضروری تصحیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 11/جون 2010ء میں جو الفضل انٹرنیشنل کی جلد 17 کے شمارہ نمبر 27 (بتاریخ 2/جولائی 2010ء) میں شائع ہوا ہے اس کے صفحہ 8 پر مکرم اعجاز احمد بیگ صاحب شہید کے ذکر خیر میں سہواً یہ لکھا گیا ہے کہ آپ ''تیمور جان صاحب ابن عبدالمجید صاحب (نظام جان) کے بہنوئی تھے''۔ یہی غلطی کتاب ''شہداء لاہور کا ذکر خیر'' میں بھی صفحہ نمبر 50 پر ہوئی ہے۔ جبکہ تیمور جان صاحب مکرم اعجاز احمد بیگ صاحب شہید کے بہنوئی ہیں اور مکرم تیمور جان صاحب کے والد صاحب کا نام عبدالمجید نہیں بلکہ حکیم عبدالحمید ہے۔

احباب اس تصحیح کو نوٹ فرمالیں اور اب یہ جملہ یوں پڑھا جائے۔

''تیمور جان صاحب ابن حکیم عبدالحمید صاحب (نظام جان)، شہید مرحوم کے بہنوئی ہیں''۔ (ادارہ)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء

جماعت احمدیہ برطانیہ کا 45واں جلسہ سالانہ 22، 23 اور 24 جولائی 2011ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار حدیقۃ المہدی میں منعقد ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ احباب سے اس جلسہ کے کامیاب انعقاد کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

یسوع، یوزونام کا سکّہ

یسوع، یوزونام کا ایک سکّہ دریافت ہوا ہے اور اس حوالہ سے ماہنامہ ’’النور‘‘ جولائی، اگست 2009ء میں مکرمہ عاتکہ صدیقہ صاحبہ کے قلم سے ایک معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں فرمایا گیا ہے کہ دنیا میں بھی مسیح کو اس کی زندگی میں بزرگی و وجاہت یعنی عزت و مرتبہ اور عام لوگوں کی نظر میں عظمت اور بزرگی ملے گی اور آخرت میں بھی۔

اگرچہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہیرودوس (Herod) اور پیلاطوس (Pilate) کے علاقہ میں عزت کی بجائے انتہائی درجہ کی تحقیر کا سامنا کیا اور صلیب پر لٹکا دیئے گئے۔ لیکن ایسے سکّوں کی دریافت سے قرآنی آیت کی تائید ہو رہی ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیبی موت سے بچ گئے تھے اور اپنی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں وحی الٰہی کے تحت مشرق کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔

حضرت مسیح علیہ السلام فلسطین سے نصیبین اور پھر عراق، ایران، ہرات اور افغانستان کے دیگر علاقوں کے علاوہ ٹیکسلا، تبت، نیپال، بنارس، گلگت اور لدّاخ سے ہوتے ہوئے راولپنڈی کی راہ سے کشمیر میں داخل ہوئے اور ان ملکوں میں جہاں جہاں بنی اسرائیل آباد تھے ان تک خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجاہت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک سکّہ کا ذکر کیا ہے جس پر حضرت عیسیٰؑ کا نام پالی تحریر میں درج ہے۔ اور یہ اسی زمانہ کا سکّہ ہے جو حضرت مسیحؑ کا زمانہ تھا۔ حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’اس ملک میں مسیح کو بڑی وجاہت پیدا ہوئی۔ اور حال ہی میں ایک سکّہ ملا ہے جو اس ملک پنجاب سے برآمد ہوا ہے اور اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام پالی تحریر میں درج ہے اور یہ اسی زمانہ کا سکّہ ہے جو حضرت مسیحؑ کا زمانہ تھا۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اس ملک میں آکر شاہانہ عزت پائی اور غالباً یہ سکّہ ایسے بادشاہ کی طرف سے جاری ہوا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا۔‘‘ (مسیح ہندوستان میں صفحہ 53)

پروفیسر ڈاکٹر فدا حسین آرکیالوجسٹ (سابق ڈائریکٹر آف آرکائیو اور میوزیم اور ریسرچ کے شعبوں کے کشمیر یونیورسٹی میں نگران اور شعبۂ تاریخ کے صدر) کی پہلی تحقیقی کتاب اس موضوع پر The Fifth Gospel حضرت مسیح علیہ السلام کے نام معنون ہے۔ انہوں نے ایک اور سکّہ دریافت کیا جس کا نام The Yuzu Coin ہے۔ وہ اپنی کتاب "Rozabal The Tomb of Jesus" میں صفحہ 91 پر لکھتے ہیں کہ ان سِکّوں کی دریافت اور موجودگی حضرت مسیحؑ کے عہد کی یادگار ہی نہیں بلکہ اس پر کندہ Legend سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اسی شاہانہ عظمت اور وجاہت کے ساتھ اس علاقہ میں رہائش پذیر رہے جس کا قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ اس سکّہ پر goddess کے دائیں ہاتھ میں چار موم بتیاں ایک صلیب پر رکھی ہوئی نظر آرہی ہیں۔

پروفیسر فدا حسین صاحب کو یقین واثق ہے کہ ایسے اَور بھی سکّے کشمیر اور انڈیا کے مختلف مقامات پر لوگوں کی ذاتی تحویل میں موجود ہیں۔

یوزونام کے سکّہ کے علاوہ شالی واہن کا سکّہ بھی ملا ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کئی ایک آیات میں ان کی زندگی، شخصیت، موت اور ان کی صحیح تعلیم کی وضاحت فرمائی ہے۔ اس سے قبل، ہندوؤں کی مقدس کتاب ’’پران‘‘ جس کے معنی ’’قدیم تاریخ‘‘ ہے، اسے سُتاّ (Sutta) نے 115 عیسوی میں ترتیب و تصنیف کیا۔ اس میں حضرت عیسیٰؑ کی راجہ شالی واہن سے کشمیر میں ملاقات کی تفصیل بھی ملتی ہے۔ پہلے مسلمان مورخ مُلا قادری کی ’’تاریخ کشمیر‘‘ جو 1420 عیسوی میں لکھی گئی اس میں مصنف لکھتا ہے کہ میں نے ہندوؤں کی کتاب میں دیکھا ہے کہ وہ پیغمبر (یوزآصف) حضرت عیسیٰ روح اللہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔

یہ ہندوؤں کی کتاب مقدس ’’بھوش مہا پران‘‘ ہے۔ اسکی 18 جلدیں ہیں۔ ان میں ایک جلد کی آیات (17-32) میں مسیح علیہ السلام کی راجہ شالی واہن سے ملاقات کا ذکر ہے۔ جب راجہ شالی واہن تخت پر قابض تھا تو یہ ایک دن ہمالہ کے ایک ملک میں گیا وہاں پرسآ کا قوم کے ایک راجہ کو وین (جو سرینگر کے قریب ہے) کے مقام پر دیکھا۔ یہ شخص سفید رنگ اور سفید لباس میں ملبوس تھا۔ راجہ شالی واہن نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ ان کا جواب یہ تھا کہ وہ عیسیٰ پترم (خدا کا بیٹا) اور کنواری عورت کے ہاں پیدا ہوا ہے۔ راجہ نے ان سے پوچھا ان کا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ محبت، سچائی، دل کی پاکیزگی ہے اور اس وجہ سے میں عیسیٰ مسیح کہلاتا ہوں۔ راجہ آداب بجالانے (After making obeisance) کے بعد واپس چلا گیا۔ راجہ شالی واہن کا زمانہ 78 عیسوی کا ہے۔ اس سے ملاقات کے زمانہ کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ یوزونام کا سکّہ غالباً راجہ شالی واہن کی طرف سے جاری ہوا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا اور اسی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ میں اشارہ کیا ہے۔

محترم جمال الدین ملک صاحب

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ جون 2009ء میں مکرم جلال ملک صاحب اپنے والد محترم جمال الدین اے ملک صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ 5 مئی 2009ء کو میرے والد کی وفات ہوئی۔ آپ واشنگٹن DC جماعت کے حلقہ میٹرو کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے اور مسجد فضل واشنگٹن کی بنیاد رکھنے کے وقت لی گئی تصاویر میں بھی موجود ہیں۔

محترم جمال الدین ملک صاحب کشمیری نژاد ملک معراج الدین صاحب کے بیٹے تھے جو اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ ملک معراج الدین صاحب نے جب احمدیت قبول کی تھی تو اُن کے والد نے اُنہیں کرایہ کے قاتل کے ذریعے مروانے کی بھی کوشش کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنا وطن چھوڑ دیا اور عرب ممالک میں چلے گئے اور اس طرح بلاد عربیہ کے ابتدائی احمدیوں میں بھی شامل تھے۔ جب وہ برٹش ایئرفورس کی طرف سے عراق میں متعین تھے تو وہاں جمال الدین ملک صاحب کی پیدائش ہوئی تھی۔

محترم جمال الدین ملک صاحب نے گورنمنٹ کالج لاہور سے پولیٹکل سائنس میں ڈگری حاصل کی۔ آپ کی شادی محترم صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ (1920ء تا 1940ء) کی بیٹی کے ساتھ ہوئی۔ آپ امریکہ میں ایک فضائی کمپنی میں ملازم رہے اور 2007ء میں ریٹائر ہوئے۔ آپ ایک بہترین کھلاڑی اور شکاری تھے۔ آپ نے رائفل شوٹنگ میں پاکستان کی اولمپکس گیمز میں حصہ لیا۔ سکول اور کالج میں کئی اعزازات حاصل کئے لیکن اپنی احمدیت کو انہوں نے ہمیشہ قابل فخر سمجھا۔

آپ ہر قسم کا ٹیکنیکل کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے۔ مکان میں ہر قسم کا تعمیراتی کام کرسکتے تھے اور کار کی ہر خرابی کو دُور کرسکتے تھے۔ کھانا پکانے کے بہت شوقین تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو بھی آپ کی کوکنگ (cooking) بہت پسند تھی۔ لذیذ کھانا پکانے کی تراکیب دوسروں کو بتا دیتے اور اپنے علم کو پھیلا کر نہایت درجہ مسرّت محسوس کرتے۔

اعزازات

☆ ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ مئی 2009ء میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق 9/مارچ 2009ء کو ایک احمدی ڈاکٹر بشارت منیر مرزا چاؤنسی (اوہایو) کے میئر بنادیئے گئے۔

چاؤنسی ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جہاں ایک میئر اور چھ کونسلرز کی منتخب لوکل گورنمنٹ ہوتی ہےجو قصبہ کی قانون ساز ہوتی ہے۔ ڈاکٹر بشارت مرزا ٹاؤن کونسل کیلئے نومبر 2007ء کو چار سال کیلئے منتخب ہوئے تھے۔ جنوری 2008ء میں وہ ایک سال کیلئے اور پھر جنوری 2009ء میں وہ ٹاؤن کونسل کے دوبارہ صدر منتخب ہوئے۔ قانون کے مطابق میئر کی غیرموجودگی میں ٹاؤن کونسل کا صدر اُس کی جگہ میئر منتخب ہوجاتا ہے۔ چاؤنسی کا میئر علاقہ میں اتنا غیرمعروف تھا کہ اکتوبر 2008ء میں وہاں کے رہائشیوں نے اُس کے خلاف عدالت میں درخواست دیدی اور حالات کے پیش نظر میئر 9/مارچ 2009ء کو مستعفی ہوگیا جس کے نتیجہ میں ڈاکٹر بشارت منیر مرزا، ٹاؤن کونسل کے صدر ہونے کے حیثیت سے میئر بن گئے۔

☆ ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ جولائی، اگست 2009ء میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق ڈاکٹر مجیب الرحمٰن ملک صاحب (ابن حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم مفتی سلسلہ) کو امریکن انسٹیٹیوٹ آف ایئرناٹکس اور ایسٹروناٹکس کا فیلو منتخب کیا گیا ہے۔ سوسائٹی یہ اعزاز اُسے دیتی ہے جو آرٹس، سائنس اور ٹیکنالوجی میں اہم خدمات بجالائے۔ 13/مئی 2009ء کو ڈاکٹر صاحب کو ایئروسپیس سپاٹ لائٹ ایوارڈ گالا میں اعزازی انعام سے بھی نوازا گیا۔ آپ نے مختلف جریدوں میں پچاس سے زائد آرٹیکلز لکھے ہیں اور بے شمار کانفرنسوں اور سمپوزیم میں اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ اس وقت امریکی خلائی ادارے ناسا کے Langley ریسرچ سنٹر میں ہیڈ آف کمپیوٹیشنل ایئروسائنسز ہیں۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9 اکتوبر 2008ء میں مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

ان کی الفت میں حسیں شام و سحر سے گزریں
ہم بھی اے کاش کسی ایسے ہنر سے گزریں
دید کی ترسی نگاہوں کو قرار آجائے
راہروِ عشق میں ہم ایسی ڈگر سے گزریں
جس کے ہر موڑ پہ ملتی ہے بہاروں کی نوید
دل یہ چاہے کہ اسی راہگزر سے گزریں
ہم کو حاصل رہے ہر آن محبت ان کی
ہر گھڑی ان کی دعاؤں کے اثر سے گزریں
ہے تمنا کہ اسی راہ پہ بچھا دیں پلکیں
میرے آقا! میرے محبوب جدھر سے گزریں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 29/اکتوبر 2008ء میں مکرم ڈاکٹر عبدالکریم خالد صاحب کا کلام شائع ہوا ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب پیش ہے۔

ہے لہو میں تر بہ تر میرا قلم میری فغاں
کس طرح تحریر ہو مظلومیت کی داستاں
ہم اگر خاموش ہیں تو یہ ہمارا ظرف ہے
ورنہ قاتل کو سنبھلنے کی اجازت ہے کہاں
ہم پلے ہیں مہدئ معہود کی آغوش میں
ہم غمِ حالات کو رکھتے ہیں سینوں میں نہاں
ہم اگر فریاد کرتے ہیں تو اس کے سامنے
ہم خدا کے ہیں وہی دلبر ہے اپنا رازداں
یہ لہو جو بہہ گیا، معصوم جانوں کا لہو
دے گیا میرے شہیدوں کو حیاتِ جاوداں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

22nd July 2011 – 4th August 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 22nd July 2011

- 00:00 Tilawat & Insight
- 00:20 Qur'anic Archaeology: a discussion on Islamic culture and archaeology.
- 03:55 Jalsa Salana UK 2011 Inspection
- 06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:25 Children's class with Huzoor.
- 07:25 Rah-e-Huda
- 09:00 Jalsa Salana UK 2011 Inspection
- 11:00 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2011
- 12:00 Live Friday sermon
- 13:00 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2011
- 15:25 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2011, including flag hoisting and inaugural address.
- 17:00 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2011
- 19:00 Repeat of proceedings from Jalsa Salana UK
- 20:00 Friday Sermon [R]
- 21:00 Repeat of proceedings from Jalsa Salana UK

Saturday 23rd July 2011

- 00:00 Repeat of proceedings from Jalsa Salana UK
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith
- 06:30 Friday Sermon: recorded on 22nd July 2011.
- 07:40 Yassarnal Qur'an
- 08:00 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2011
- 09:00 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2011 including the men's morning session.
- 10:50 Live Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from the ladies' Jalsa Gah.
- 12:30 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2011
- 12:45 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
- 14:15 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2011
- 14:30 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2011 including an address delivered by Huzoor.
- 17:00 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2011
- 19:00 Repeat of proceedings from Jalsa Salana UK
- 21:50 Repeat of address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from the ladies' Jalsa Gah.
- 23:30 Repeat of proceedings from Jalsa Salana UK

Sunday 24th July 2011

- 00:00 Repeat of proceedings from Jalsa Salana UK
- 06:00 Tilawat
- 06:20 Repeat of proceedings from Jalsa Salana UK
- 08:00 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2011
- 11:40 Live Jalsa Salana UK 2011 including the International Bai'at ceremony.
- 14:30 Live Jalsa Salana UK 2010 including the concluding address delivered by Huzoor.
- 17:00 Live proceedings from Jalsa Salana UK 2011
- 19:00 Repeat of proceedings from Jalsa Salana UK
- 22:40 Repeat of proceedings from Jalsa Salana UK including the International Bai'at ceremony.

Monday 25th July 2011

- 00:00 Repeat of Jalsa Salana UK including the concluding address delivered by Huzoor.
- 06:00 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011
- 07:00 Friday Sermon: recorded on 22nd July 2011.
- 08:00 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011
- 10:25 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011 including flag hoisting and inaugural address.
- 12:00 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011
- 15:00 Friday Sermon [R]
- 16:00 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011
- 18:00 Friday Sermon [R]
- 19:00 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011
- 21:25 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011 including flag hoisting and inaugural address.

Tuesday 26th July 2011

- 00:00 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011
- 02:00 Friday Sermon: recorded on 22nd July 2011.
- 03:00 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011
- 06:00 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK 2011
- 08:50 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK including Huzoor's address from the ladies' Jalsa Gah.
- 10:30 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK 2011
- 12:30 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK 2011 including an address delivered by Huzoor.
- 15:00 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK 2011
- 19:50 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK including Huzoor's address from the ladies' Jalsa Gah.
- 21:30 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK 2011

Wednesday 27th July 2011

- 00:00 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK 2011 including an address delivered by Huzoor.
- 02:00 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK 2011
- 06:00 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK 2011
- 09:40 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK 2011 including the International Bai'at ceremony.
- 10:40 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK 2011
- 12:30 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK including the concluding address delivered by Huzoor.
- 15:00 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK 2011
- 20:40 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK 2011 including the International Bai'at ceremony.

Thursday 28th July 2011

- 00:00 Repeat of Jalsa Salana UK including the concluding address delivered by Huzoor.
- 02:00 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK 2011
- 06:00 Tilawat, Children's class & Yassarnal Qur'an
- 08:05 Faith Matters
- 09:10 Qur'anic Archaeology & Indonesian Service
- 11:10 Pushto Service
- 12:00 Tilawat & Zinda Log
- 13:00 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 22nd July 2010.
- 14:10 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, recorded on 29th June 1995.
- 15:30 Moshaa'irah, Dars-e- Malfoozat, Yassarnal Qur'an & Faith Matters [R]
- 18:00 MTA World News
- 18:20 Qur'anic Archaeology & Faith Matters [R]
- 21:05 Children's class & Tarjamatul Qur'an Class [R]
- 22:10 Jalsa SalanaGermany 2011: address delivered by Huzoor from the ladies Jalsa Gah, on 25th June 2011.
- 23:15 Moshaairah [R]

Friday 29th July 2011

- 00:00 Tilawat & Insight
- 00:20 Qur'anic Archaeology
- 02:10 Historic Facts
- 02:55 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, recorded on 29th June 1995.
- 04:00 Moshaairah: an evening of pre-recorded poetry.
- 04:55 Jalsa SalanaGermany 2011: address delivered by Huzoor from the ladies Jalsa Gah, on 25th June 2011.
- 06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:35 Children's class with Huzoor.
- 07:05 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011
- 08:05 Friday Sermon: recorded on 22nd July 2011.
- 09:05 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011
- 12:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
- 13:10 Tilawat, Dars-e-Hadith
- 13:40 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011 including flag hoisting and inaugural address.
- 15:15 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011
- 16:15 Friday Sermon: rec. on 29th July 2011. [R]
- 17:15 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011
- 20:35 Friday Sermon [R]
- 21:35 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011

Saturday 30th July 2011

- 00:05 MTA World News & Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
- 01:15 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011 including flag hoisting and inaugural address.
- 02:55 MTA World News & Khabarnama
- 03:25 Repeat of day 1 of Jalsa Salana UK 2011
- 04:55 Friday Sermon: rec. on 6th August 2011.
- 06:00 Tilawat
- 06:10 Friday Sermon: rec. on 29th July 2011.
- 07:20 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK 2011
- 10:10 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK including Huzoor's address from the ladies' Jalsa Gah.
- 11:55 Tilawat & International Jama'at News
- 12:35 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK 2011
- 14:35 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK 2011 including an address delivered by Huzoor.
- 17:05 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK 2011
- 18:10 MTA World News
- 18:30 Live Arabic Service
- 20:30 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK 2011 including an address delivered by Huzoor.
- 23:00 Friday Sermon [R]

Sunday 31st July 2011

- 00:15 MTA World News & Tilawat
- 00:40 Repeat of day 2 of Jalsa Salana UK including Huzoor's address from the ladies' Jalsa Gah.
- 04:50 Friday Sermon: rec. on 29th July 2011.
- 06:00 Tilawat
- 06:35 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK 2011
- 08:25 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK including the concluding address delivered by Huzoor.
- 11:15 Bounties of Khilafat
- 12:05 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK 2011
- 15:45 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK 2011 including the International Bai'at ceremony.
- 16:45 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK 2011
- 20:35 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK including the concluding address delivered by Huzoor.

Monday 1st August 2011

- 00:00 Repeat of day 3 of Jalsa Salana UK 2011
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith, International Jama'at News & Seerat-un-Nabi (saw)
- 07:40 Children's class with Huzoor.
- 08:45 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
- 09:50 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 13th May 2011.
- 11:00 Jalsa Salana Speeches
- 11:50 Tilawat & International Jama'at News
- 12:35 Zinda Log & Bangla Shomprochar
- 14:10 Friday Sermon: rec. on 14th October 2005.
- 15:20 Jalsa Salana Speeches [R]
- 16:20 Rah-e-Huda & MTA World News
- 18:30 Arabic Service & Liqa Ma'al Arab
- 20:30 International Jama'at News, Children's class [R] & Jalsa Salana Speeches [R]
- 22:55 Friday Sermon [R]

Tuesday 2nd August 2011

- 00:05 MTA World News & Seerat-un-Nabi (saw)
- 00:50 Tilawat & Insight
- 01:30 Liqa Ma'al Arab & Seerat-un-Nabi (saw)
- 03:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
- 04:10 MTA Variety
- 04:55 Huzoor's Jalsa Salana Address
- 06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Insight
- 07:20 Yassarnal Qur'an & Children's class
- 08:55 Question and Answer Session
- 10:05 Indonesian Service & Sindhi Service
- 12:10 Tilawat, Zinda Log & Insight
- 13:10 Bangla Shomprochar
- 14:15 Huzoor's Ijtema Address
- 14:50 Yassarnal Qur'an & Historic Facts
- 16:25 Rah-e-Huda & MTA World News
- 18:30 Beacon of Truth: an English talk-show on various matters relating to Islam.
- 19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon.
- 20:35 Insight & Children's class [R]
- 22:15 Huzoor's Ijtema Address [R] & Real Talk

Wednesday 3rd August 2011

- 00:10 MTA World News & Tilawat
- 00:35 Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
- 01:35 Liqa Ma'al Arab & Learning Arabic
- 03:15 Food for Thought, Question and Answer Session & Huzoor's Ijtema Address
- 06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
- 06:45 Yassarnal Qur'an & Masih Hindustan Main
- 07:50 Children's class with Huzoor.
- 08:55 Question and Answer Session
- 09:50 Indonesian Service & Swahili Service
- 12:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & Zinda Log
- 13:15 Friday Sermon & Bangla Shomprochar
- 15:25 Dua-e-Mustaja'ab, Fiq'ahi Masa'il & Dars-e-Hadith [R]
- 17:20 Australian Flora & Fauna
- 18:00 MTA World News
- 18:20 Huzoor's Ijtema Address
- 19:05 Dua-e-Mustaja'ab & Real Talk
- 20:30 Yassarnal Qur'an & Fiq'ahi Masa'il [R]
- 21:30 Children's class & Friday Sermon [R]

Thursday 4th August 2011

- 00:00 MTA World News & Tilawat
- 00:35 Dars-e- Hadith & Masih Hindustan Main
- 01:05 Liqa Ma'al Arab & Fiqahi Masail
- 03:00 MTA World News & Masih Hindustan Main
- 04:10 Friday Sermon & Huzoor's Jalsa Salana Address
- 06:00 Tilawat, Children's class
- 07:25 Yassarnal Qur'an
- 08:05 Faith Matters, Qur'anic Archaeology & Indonesian Service
- 11:10 Pushto Service
- 12:00 Tilawat & Zinda Log
- 13:00 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 29th July 2010.
- 14:10 Tarjamatul Qur'an Class
- 15:30 Moshaa'irah, Dars-e- Malfoozat, Yassarnal Qur'an & Faith Matters [R]
- 18:00 MTA World News
- 18:20 Qur'anic Archaeology & Faith Matters [R]
- 21:05 Children's class & Tarjamatul Qur'an Class [R]
- 22:10 Huzoor's Jalsa Salana Address
- 23:15 Moshaairah [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 Friday 15 July, 2011 Issue No. 28

وطن سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہر احمدی جہاں بھی آباد ہے اپنے وطن سے محبت کرتا ہے۔ مذہب کسی کا حق مارنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

جمہوریت جب تک اصولوں پر نہیں چلے گی، دہرے معیار ہوں گے تو پھر وہی کچھ ہوگا جو اس وقت بعض عرب ممالک اور دوسرے ممالک میں ہو رہا ہے۔ افسوس سے کہتا ہوں کہ یورپین پاورز کے بھی دوہرے معیار ہیں۔ UNO اپنے مقاصد میں فیل ہو چکی ہے۔ مذہبی لوگوں کے بھی دوہرے معیار ہیں۔ مذہبی سکالرز اور لیڈرز نے پوری طرح اپنا صحیح کردار مذہب کے بارہ میں ادا نہیں کیا۔ یہ ضروری ہے کہ یہ Realise کریں کہ ایک خدا ہے۔ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ (جرمن پارلیمنٹ کے ممبران اور سیاستدانوں اور یونیورسٹی کے پروفیسروں سے ملاقات کے دوران اہم موضوعات پر گفتگو)

تقریب آمین۔ فیملی ملاقاتیں۔ نومبائع اور زیر تبلیغ خواتین کی گروپ ملاقات۔ لیوبک کے مقامی اخبار میں مسجد کے افتتاح کی خبر۔

ہمبرگ (جرمنی) میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

13/جون بروز سوموار 2011ء:

بعض غیر از جماعت معززین کی حضور انور سے ملاقات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس مسجد بیت الرشید ہمبرگ پہنچے تو گاڑی سے اترتے ہی اپنے دفتر تشریف لے آئے جہاں درج ذیل چار مہمانوں نے (جو حضور انور کی آمد سے قبل ہی بیت الرشید پہنچے ہوئے تھے، حضور انور سے ملاقات کی۔

1. Mr. Christian Carstensen
2. Mr. Dr. Till Stefen
3. Mr. Dr. Mohammed Khalifa
4. Mr. Sammy Jossifoff

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری ان سب مہمانوں سے تعارف حاصل کیا۔

☆ Mr. Christian Carstensen نے بتایا کہ وہ 2005ء سے 2009ء تک جرمن پارلیمنٹ کے ممبر رہے ہیں۔ جلسہ سالانہ جرمنی 2009ء میں شامل ہوئے تھے اور مختصر ایڈریس بھی کیا تھا۔ 14 جون کو ہمبرگ کے میئر Olof Scholz کی حضور انور سے جو ملاقات ہے اس کا انتظام بھی انہوں نے کروایا ہے۔ موصوف جماعت کے اچھے دوست ہیں۔

☆ Dr. Till Stefen صاحب نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ وہ جرمنی کی گرین پارٹی کے ممبر ہیں اور ہمبرگ کے سابق سینیٹر بھی ہیں۔ اس سال جو "Muslims for Peace" کا پروگرام ہوا تھا اس میں بہت مدد کی ہے۔ 14 جون کو گرین پارٹی کی طرف سے حضور انور کے اعزاز میں جو ایک Reception کا اہتمام کیا جا رہا ہے وہ ان کی مدد اور تعاون سے ہوا ہے۔

☆ تیسرے مہمان ڈاکٹر محمد خلیفہ صاحب نے بتایا کہ وہ ہمبرگ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں اور عربی زبان اور اسلامک سٹڈیز پڑھاتے ہیں۔ ان کا تعلق مصر سے ہے۔ انہوں نے بتایا کہ جماعت کے بہت سے پروگراموں میں شامل ہوتا رہا ہوں۔ 2002ء سے یہاں ہوں اور تین ماہ قبل جرمن نیشنیلٹی ملی ہے۔

☆ چوتھے مہمان Mr. Sammy Jossifoff تھے۔ موصوف کا تعلق یہودی مذہب سے ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ہمبرگ یونیورسٹی میں پڑھاتا ہوں اور جرمن زبان میں پڑھاتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کے مختلف پروگراموں میں شامل ہوتا ہوں۔ ان کا گزشتہ سال سے جماعت کے ساتھ مضبوط رابطہ ہے۔ یہ دوسرے مسلمانوں کے پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں اور وہاں جماعت کے حق میں بات کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہمبرگ میں بعض مہمانوں کے ساتھ

چاروں مہمان حضرات سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: مجھے آپ سب سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ آپ سب مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھتے ہیں، Politician بھی ہیں، مذہبی لیڈر بھی ہیں اور یونیورسٹی کے پروفیسر بھی ہیں۔ آپ سے کس طرح، کس موضوع پر بات کی جائے۔ آپ سب ملک اور قوم کی بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں اور ایسا ہی ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جہاں تک ہم مسلمانوں کا تعلق ہے تو وطن سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہر احمدی جہاں بھی آباد ہے اپنے وطن سے محبت کرتا ہے۔ اگر ہم سب اس بات کو Realise کر لیں، اس کا ادراک کر لیں تو پھر وطن کے لئے، ملک و قوم کے لئے بہتر کام کر سکتے ہیں۔

یہودی مہمان Mr. Sammy نے کہا کہ اب یہودی مذہب کو تو یہاں مختلف مذاہب کی طرف سے کوئی پرابلم، مخالفت وغیرہ نہیں ہے لیکن ہمیں یہاں کے سیاستدانوں سے بعض اوقات مشکلات کا سامنا رہتا ہے، ان کی طرف سے بعض مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر یہودی مذہب سے تعلق رکھنے والے مہمان موصوف نے بتایا کہ مَیں اصل میں اسرائیلی ہوں اور یہاں ہمبرگ میں 1961ء سے مقیم ہوں اور یونیورسٹی میں جرمن زبان میں یہودی مذہب کے بارہ میں پڑھاتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ مذہبی سکالرز اور لیڈرز نے پوری طرح اپنا صحیح کردار مذہب کے بارہ میں ادا نہیں کیا۔ لوگ تو مذہب اور مذہبی لیڈروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ سب خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ہم سب ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ سب کو علم ہے کہ خدا ایک ہی ہے اور خدا تعالیٰ نے جو اپنے انبیاء بھیجے ان سب نے خدائے واحد کا تصوّر ہی پیش کیا اور ایک ہی خدا کی تعلیم دی۔ اگر ہم یہ Realise کر لیں کہ خدا نے ہم سب کو پیدا کیا ہے، ہمارا پیدا کرنے والا ایک ہے اور ہم سب اکٹھے متحد ہو کر رہیں تو پھر سب کو پتہ چلے گا کہ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے۔ ہر ایک اپنے ملک، قوم اور لوگوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے کام کرے گا، اپنی عوام سے اور قوم سے محبت کرے گا اور پھر ہر چیز smoothly جائے گی، سارے کام صحیح سمت پر ہوں گے۔

جرمن پارلیمنٹ کے سابقہ ممبر Mr. Christian Carstensen نے سوال کیا کہ ملک مصر میں جو کچھ ہوا ہے کیا یہ سب مذہب کی وجہ سے ہوا ہے؟

حضور انور نے فرمایا: یہ سب پولیٹیکل ہے۔ اگر جمہوریت لوگوں کے لئے ہے، عوام کی بھلائی کے لئے ہے اور اگر صحیح اور صاف الیکشن ہوتے ہیں تو پھر جو حکومت منتخب نہیں ہوتی اس کو حکومت چھوڑ دینی چاہئے اور دوسروں کو موقع دینا چاہئے لیکن ایسا نہیں ہے جس کی وجہ سے عدم استحکام اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی مذہبی پارٹی انتخابات میں آتی ہے اور وہ صحیح تعلیم کے ساتھ، اصول و ضوابط اور عدل و انصاف کے ساتھ حکومت میں آنا چاہتی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے اور اپنی مخالف پارٹیوں اور تنظیموں کے حقوق غصب کرنے ہیں تو پھر جو اَب ہوا ہے، یہی ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکّہ سے ہجرت کرنے کے لئے مجبور کیا گیا چنانچہ آپؐ مدینہ تشریف لے آئے اور وہاں ایک گورنمنٹ بنائی اور آپؐ اس گورنمنٹ کے لیڈر تھے۔ آپؐ نے مدینہ میں آباد سب مذاہب کو اُن کے مکمل حقوق دیئے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں